دین حنیف کا ترجمان

ماہنامہ سیدھا راستہ لاہور

(جلد نمبر ۱۸ شمارہ نمبر ۶) رمضان المبارک/شوال المکرّم ۱۴۲۸ھ اکتوبر ۲۰۰۷ء

فہرست

۱	حمد باری تعالیٰ ونعت شریف۔	۲
۲	اداریہ۔	۳
۳	تفسیر یوسفی۔	۴
۴	درس حدیث شریف۔	۹
۵	نبی کریم ﷺ کے مشاہدات۔	۱۲
۶	بخاری شریف پڑھیے بحوالہ تیسیر الباری۔	۱۶
۷	اعتکاف۔	۲۰
۸	تعلیم شریعت وطریقت بحوالہ کشف المحجوب۔	۲۳
۹	حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ۔	۲۷
۱۰	گھریلو ماحول کو اِسلامی بنائیں۔	۳۱
۱۱	تذکارِ موسیٰ۔	۳۳

بیادگار:

عالم یلمعی فاضل لوذعی

پیر طریقت قطب جلی امین علم لدنی حضرت علامہ

حاجی محمد یوسف علی نگینہ سرکار قدس سرہ العزیز

بظل عنایت

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ حاجی محمد اللہ دتہ یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ منیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

مجمع انور نگینہ پیر طریقت صاحبزادہ خلیل احمد یوسفی

سجادہ نشین آستانہ عالیہ پیلے گوجراں شریف تحصیل سمندری ضلع فیصل آباد

مدیر اعلیٰ
منیر احمد یوسفی (ایم۔اے)

مینیجنگ ایڈیٹر
رشید احمد جنجوعہ ایم۔اے۔ایل۔ایل۔بی

مدیر معاون
صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

سرکولیشن کنٹرولر
شیخ فہد احمد یوسفی

زیر انتظام

صاحبزادہ بشیر احمد یوسفی

صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی

مسلسل اشاعت کا اٹھارہواں سال

قیمت فی شمارہ	25
الجزائر، ایران، ترکی، عراق	1500
عرب امارات وسعودی عرب	1500
انگلینڈ	1500
کینیڈا، امریکہ	2000
پاکستان	250

ویب سائٹ: www.seedharastah.com

ای میل ایڈریس: info@seedharastah.com

حمدِ باری تعالیٰ

ازقلم: راجا رشید محمود

خدا ہے مالک و مولا سبھی روحوں کا، سبھی جانوں کا
وہ رازق ساری مخلوقات کا، خالق جہانوں کا

نظام ایسا بنایا ہے عوالم کے لئے رب نے
توازن جس سے قائم ہے زمیں کا، آسمانوں کا

خدائے پاک نے بھیجا ہے دنیا میں رسولوں کو
وہی محور ہے سارے انبیاء کی داستانوں کا

سہارا بے سہاروں کا فقط خلّاقِ عالم ہے
وہی امداد گر ہے بے کسوں کا، ناتوانوں کا

جہاں وردِ دُرودِ پاک سرور ﷺ ہوتا رہتا ہے
خدا ناصر ہے ایسے سب مکینوں کا، مکانوں کا

شبِ اسرا خدا و مصطفی ﷺ کا قرب، کیا کہنے!
ہوا وہ فاصلہ بھی ختم، جو تھا دو کمانوں کا

اُصول اِس کے کبھی تبدیل ہو سکتے نہیں اصلاً
تغیر اور تبدل جس سے ہے سارے جہانوں کا

یقیناً ہشت جنت کا ہر اک گلشن مقدر ہے
نعوتِ سرور و تحمیدِ رب میں تر زبانوں کا

محافظ ساری مستورات کا، اطفال کا ناصر
خدائے لم یزل مولا ہے پیروں کا، جوانوں کا

یہ حفظ حرمتِ سرور ﷺ کی خاطر جان دیتے ہیں
ہے مقبولِ خدا جذبہ یہی اپنے جوانوں کا

کبھی محمودؔ کی مانند تم مکہ میں جا دیکھو
بہت رکھتا ہے مالک خیال اپنے مہمانوں کا

عرش پر دیدارِ حق آقا ﷺ نے بے پردہ کیا

ازقلم: علامہ شہزادؔ احمد مجددی

دوسرا اِن جیسا کوئی پھر نہیں پیدا کیا
خلق میں خلّاق (عزوجل) نے سرکار ﷺ کو یکتا کیا

عالم بالا سے گزرے جب شہِ دیں بے حجاب
روئے تابانِ نبی ﷺ کو عرش بھی دیکھا کیا

کہکشاؤں کو ملی حسنِ کفِ پا کی زکوٰۃ
نور کو بھی مستنیر اِس نور نے اَیسا کیا

کیا تھا گر کچھ اور رہتے ساتھ تا قصر دنا
طائرِ سدرہ نشیں (علیہ السلام)، یہ کیا شبِ اسریٰ کیا

سورۂ والنجم کی آیات سے ہے یہ عیاں
''عرش پر دیدارِ حق آقا ﷺ نے بے پردہ کیا''

پیکرِ آدم (علیہ السلام) میں تھا نورِ محمد ﷺ جلوہ گر
سب فرشتوں نے اُنہی کے نور کو سجدہ کیا

صاحبِ ایماں نے جانا اَکرم مثلی کو حق
دشمنِ ایماں انہیں خود سا بشر سمجھا کیا

دل کے گلشن میں اُتر آئی بہارِ ہشت خلد
کشتِ جاں پر آپ کا ابرِ کرم برسا کیا

کس قدر لگتی ہے دل کش حضرت حسان (رضی اللہ عنہ) کی بات
آپ ﷺ سا خوش رو کسی ماں نے نہیں پیدا کیا

آپ ﷺ کی خلقت کو رکھا رب نے ہر خامی سے پاک
گویا خالق نے بھی جیسا آپ ﷺ نے 'چاہا' کیا

یادِ طیبہ سے ملا شہزادؔ کچھ دل کو سکوں
نعت کے اشعار نے سینہ مرا ٹھنڈا کیا

اداریہ

کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں؟

یونان کے مشہور زمانہ فلسفی سقراط کو جب یونان کی عدلیہ نے زہر کا پیالہ پینے کی سزا سنائی تو سقراط سے کسی نے پوچھا کہ آپ بے گناہ ہونے کے باوجود زہر کا پیالہ کیوں پی رہے ہیں؟ تو سقراط نے جواب دیا کہ ''یہ فیصلہ عدالت نے دیا ہے اور میں اس سے اِنکار کر کے عدلیہ کا وقار خراب نہیں کرنا چاہتا۔'' پوچھنے والے نے وضاحت چاہی تو سقراط نے کہا ''عدالتیں معاشروں کے معزز ترین ادارے ہوتے ہیں' اگر یہ غلط فیصلے بھی دے دیں تو بھی لوگوں کو اُن کا احترام کرنا چاہیے کیونکہ اگر عدالتوں کا اعتماد باقی نہ رہے اور لوگ اپنے فیصلے خود کرنا شروع کر دیں تو ملک تباہ ہو جائیں۔''

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جب تک ملکی اداروں کا وقار' شخصی وقار اور مفادات سے بالاتر نہیں ہوگا اُس وقت تک ملک' ملک نہیں بنتے بلکہ جنگل رہتے ہیں۔ اداروں کی بقاء ہی دراصل معاشرہ کی بقاء ہوتی ہے۔ کاش! ہمیں اِن حقائق کا ادراک ہوتا اور ہم ملک پاکستان میں اداروں کو یوں بے وقار نہ کرتے۔ ہمارے یہاں پارلیمنٹ کو محض مہرے کے طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ عوامی مفاد کی بجائے مخصوص مفادات کے تحفظ کے لئے قانون سازی کی جا رہی ہے۔ عدلیہ کا وقار اور تشخص اِس حد تک مسخ کیا جا رہا ہے کہ گویا ملک میں قانون کا وجود ہی نہیں۔ عدالت اگر کسی شخص کی حکومتی مرضی کے خلاف دادرسی کرتی ہے تو یقین نہیں آتا ہے کہ حکومت اِس حکم پر عمل کرے گی یا نہیں ماضی میں جھانکئے عدلیہ کے واضح احکامات کے باوجود پتنگ بازی جاری ہے۔ شادی بیاہ کے موقع پر وَن ڈش والے قانون کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ عدالتی احکامات کے باوجود سرکاری ایجنسیوں کے ذریعے اغوا شدہ افراد کو عدالتوں میں پیش نہیں کیا جا رہا ملکی اثاثوں کو دانستہ طور پر اَونے پونے داموں فروخت کیا جا رہا ہے۔ حتیٰ کہ ۹ مارچ کو معطل شدہ چیف جسٹس آف پاکستان کی عدلیہ کے ذریعے بحالی بھی اربابِ اختیار سے برداشت نہیں ہو رہی۔ کبھی عدلیہ کے از خود نوٹس لینے کا اختیار ختم کرنے کی منصوبہ بندی ہو رہی ہے اور کبھی چیف جسٹس کی معیادِ عہدہ کم کرنے کی تجاویز دی جا رہی ہیں اور کوششیں کی جا رہی ہیں کہ کسی دوسرے طریقہ سے چیف جسٹس سے جان چھڑائی جائے۔ حال ہی میں سابقہ وزیر اعظم کو عدالتی احکامات کی تضحیک کرتے ہوئے زبردستی ملک بدر کر دیا گیا۔ حکومتی پارٹی کے ذمہ داران برملا عدالتی فیصلوں کو ماورائے آئین فیصلے قرار دیتے ہوئے نہ ماننے کا اعلان کر رہے ہیں۔ ۱۲ مئی کو چیف جسٹس کی کراچی آمد کے موقع پر ایم کیو ایم نے جو خون کی ہولی کھیلی اُس کی تحقیق نہ کر کے حکومت نے واضح کیا کہ ایم کیو ایم کو اس کی آشیرباد حاصل تھی۔ ۱۲ مئی کو کراچی کی پولیس اور رینجرز کو باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت غیر مسلح کر دیا گیا۔ کیا یہ سب حکومتی سرپرستی کے بغیر ممکن ہے اور جب عدلیہ نے از خود اُس کا نوٹس لیتے ہوئی کارروائی شروع کی تو ایم کیو ایم کے صوبائی و مرکزی وزراء کی سرپرستی میں سندھ ہائی کورٹ کا گھیراؤ کیا گیا۔ سندھ ہائیکورٹ کے ججوں پر اعتراضات لگائے گئے' وکلا کا لُچا لفنگا کہا گیا اور سچ لکھنے والے صحافیوں کے ہاتھ توڑنے کی دھمکیاں دی گئیں۔

واضح ہو کہ کسی بھی ملک کی عدلیہ ملک میں سماجی اور معاشرتی توازن قائم رکھنے کے علاوہ معاشرہ کے مہذب ہونے کی علامت ہوتی ہے۔ قانون کی حکمرانی سے ہی ملک و قوم کا تشخص اُبھرتا ہے۔ ''جس کی لاٹھی اُس کی بھینس'' جنگل کا قانون ہے۔ اِس قانون سے قومیں نہیں بنتی بلکہ تباہ ہو جاتی ہیں۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا وجود برقرار رہے تو ہمیں سوچنا ہوگا کہ اِسلام ہمیں رواداری کا درس دیتا ہے۔ لیکن ہم ہیں کہ کسی دوسرے کو برداشت نہیں کر رہے۔ جس کے نتیجہ میں ہمارے ملکی معاملات میں غیر ملکی مداخلت بڑھتی جا رہی ہے یہاں تک کہ غیر ملکی خفیہ ایجنسیوں کے نمائندے بھی پاکستان میں پریس کانفرنسیں کرنے لگے ہیں۔ جو بہر حال ہماری آزادی اور سالمیت کے لئے نقصان دہ ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں اپنے ملک کو باوقار ملک بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفسیر یوسفی

از قلم: پیر طریقت امین علم لدنی حضرت قبلہ
حاجی محمد یوسف علی نگینہ صاحب علیہ الرحمہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتَابِ وَیَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ۙ اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِہِمْ اِلَّا النَّارَ وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا یُزَکِّیْہِمْ ۚ وَلَہُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْہُدٰی وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَہُمْ عَلَی النَّارِ ۝ ذٰلِکَ بِاَنَّ اللّٰہَ نَزَّلَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ ؕ وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِی الْکِتٰبِ لَفِیْ شِقَاقٍ بَعِیْدٍ ۝ (البقرہ: ۱۷۴ تا ۱۷۶)

''وہ جو اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی اُتاری ہوئی کتاب چھپاتے ہیں اور اُس کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھرتے ہیں۔ اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اُن سے بات نہ فرمائے گا اور نہ ہی اُنہیں سُتھرا کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی اور بخشش کے بدلے عذاب اور یہ لوگ آگ کا عذاب کتنا برداشت کرنے والے ہیں۔ یہ اِس لئے کہ اللہ (عزّوجلّ) نے کتاب حق کے ساتھ اُتاری اور بے شک جو لوگ کتاب میں اِختلاف ڈالنے لگے وہ ضرور پرلے سرے کے جھگڑالو ہیں۔''

(۱) آیاتِ مبارکہ چھپانے کی کئی صورتیں ہیں۔ اصلی آیتِ مبارکہ ہی نہ ظاہر کی جائے۔ (۲) آیاتِ مبارکہ کے مطالب ظاہر نہ کئے جائیں۔ (۳) آیاتِ مقدّسہ کے مطالب غلط انداز میں لوگوں کو بتائے جائیں اور (۴) اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام بدلے جائیں۔

نُزِلَتْ فِیْ رُؤَسَا الْیَہُوْدِ وَعُلَمَائِہِمْ کَانُوْا یُصِیْبُوْنَ مِنْ سُفْلَتِہِمُ الْہَدَایَا وَالْمَاْکَلِ وَکَانُوْا یَرْجُوْنَ یَکُوْنُ النَّبِیُّ الْمَبْعُوْثُ مِنْہُمْ۔ فَلَمَّا بَعَثَ مُحَمَّدٌ ﷺ مِنْ غَیْرِہِمْ خَافُوْا ذَہَابَ مَاْکَلِتِہِمْ وَزَوَالُ رِیَاسَتِہِمْ فَعَمَدُوْا اِلٰی صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَغَیَّرُوْہَا ثُمَّ اَخْرَجُوْہَا اِلَیْہِمْ فَلَمَّا اَنْظَرَتُ السَّفْلَةِ اِلَی النَّعْتِ الْمُغَیَّرِ وَجَدُوْہُ مُخَالِفًا لِصِفَةِ مُحَمَّدٍ ﷺ فَلَمْ یَتْبَعُوْہُ [۱]

اِس آیت مبارکہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ یہودیوں کے رؤسا اور علماء غریب لوگوں سے طرح طرح کے ہدیے اور کھانے پینے کی چیزیں لیا کرتے تھے اور اپنے دل میں سمجھتے تھے کہ نبی آخر الزماں ﷺ ہم لوگوں میں سے ہوں گے جب نبی کریم ﷺ اُن میں مبعوث نہ ہوئے تو اب یہ ڈر رہے کہ اگر ہم نے آپ ﷺ کا اِتباع کر لیا تو یہ ساری آمدنی ہاتھ سے نکل جائے گی۔ اِس لئے اُنہوں نے یہ یہودگی کی کہ آپ ﷺ کی صفت کو بدل ڈالا پھر وہ صفت عوام کے رُوبرو بیان کی تو وہ صفت رسولِ کریم ﷺ کی صفات سے مختلف پائی اِس لئے آپ ﷺ کا اتباع نہ کیا۔

اِس خوف سے وہ لوگ ہدایت اور مغفرت کو چھوڑ بیٹھے اور ضلالت وعذاب پر خوش ہو گئے۔ اِس لئے دنیا اور آخرت کی بربادی

[۱] مظہری جلد ۱ ص ۱۷۱، دُرِ منثور جلد ۱ ص ۴۰۹، بحر المحیط جلد ۱ ص ۶۶۵، روح المعانی جلد ۱ ص ۴۴۱۔

اُن پر نازل ہوگی۔ آخرت کی رسوائی تو ظاہر ہے لیکن دنیا میں بھی لوگوں پر اُن کا مکر کھل گیا۔ وہ آیات مبارکہ جنہیں یہ بدترین علماء چھپاتے رہے تھے، وقتاً فوقتاً ظاہر ہوگئیں۔ علاوہ ازیں خود نبی کریم ﷺ کے معجزات اور آپ ﷺ کی پاکیزہ زندگی اور عاداتِ مبارکہ نے لوگوں کو آپ ﷺ کی تصدیق پر آمادہ کردیا۔ اور اُن کی وہ جماعت جس کے ہاتھ سے نکل جانے کے خوف نے اُنہیں کلامِ الٰہی چھپانے پر اُبھارا تھا بالآخر ہاتھ سے جاتی رہی۔ وہ لوگ رسول کریم ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ ﷺ سے بیعت کرلی۔ اُن بے ہودہ علماء کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔

یَشْتَرُوْنَ بِهٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا ''وہ تھوڑی قیمت پر بیچتے ہیں''۔ مراد دنیاوی مال واسباب اور اغراض میں قلیل اِس لئے فرمایا اگرچہ فی نفسہٖ دیکھنے میں بہت ہے لیکن آخرت کے ثواب کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ بلکہ **اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ اِلَّا النَّارَ** ''وہ اپنے پیٹ میں آگ ہی بھرتے ہیں''۔ یہ اِس طرح کہ یہ حرام مال اُنہیں دوزخ میں پہنچائے گا یا خود یہ حرام مال ومتاعِ دنیا وہاں آگ کی شکل میں نمودار ہوگا جسے یہ دوزخی لوگ کھائیں گے۔

سکندر ذوالقرنین اور دنیا سے بے نیاز قوم:

حضرت سکندر ذوالقرنین کا ایک ایسی قوم پر گذر ہوا جنہوں نے دنیا کو یک لخت طلاق دے دی اور اپنے گھروں کے دروازے قبرستان کی طرف کردیئے اور خوراک کے لئے ساگ اور پتوں پر گذر بسر کرلی اور صرف اطاعتِ الٰہی میں مصروف تھے۔ حضرت شاہ ذوالقرنین نے اُن کے سردار کی طرف ایلچی بھیجا۔ سردار نے کہا **مالی حاجة الی صحبة ذو القرنین** ''ہمیں ذوالقرنین کی کوئی حاجت نہیں''۔ تو حضرت شاہ ذوالقرنین خود اُن کے پاس آئے اور اُن سے کہا **ما سبب قلة الذهب و الفضة عند کم ؟** ''کیا سبب ہے کہ تمہارے پاس سونا چاندی کی قلّت ہے؟'' سردار نے کہا: **لیس للدنیا طالب عندنا** ''ہمارے ہاں دنیا کا طالب کوئی نہیں''۔ اور نہ ہی دنیا کسی کے پیٹ کو بھر سکتی ہے۔ اِس لئے ہم نے اہلِ قبور سے دوستی لگالی ہے تاکہ ہم کسی وقت بھی موت کو نہ بھولیں۔ پھر اُس سردار نے ایک شخص کی کھوپڑی کو نکالا اور کہا **هذا رأس ملک من الملوک کان یظلم الرعیة ویجمع حطام الدنیا** ''یہ بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ کا سر ہے جو رعایا پر ظلم کرتا تھا اور دنیا کے تمام مال واسباب اُس کے پاس موجود تھے۔ لیکن جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُسے موت کے گھاٹ اُتارا تو اُس پر گناہوں کی سزا کے سوا کچھ بھی نہیں تھا''۔ اِس کے بعد دوسری کھوپڑی دکھائی اور کہا ''یہ اُس بادشاہ کا سر ہے جو رعایا سے عدل وانصاف کرتا تھا اور رعایا کے لئے بڑا شفیق تھا لیکن موت نے آنا تھا آگئی مگر اَب وہ بہشت کی فضاؤں میں وقت گذار رہا ہے''۔ **ثم وضع یده علی رأس ذی القرنین وقال من ای الرأسین یکون رأسک** ''پھر اُس (اللہ والے) نے اپنا ہاتھ ذوالقرنین کے سر پر رکھا اور پوچھا بتایئے آپ کا سر اِن دونوں میں سے کونسا ہے''؟ یہ بات سُن کر حضرت سکندر ذوالقرنین رو پڑے اور عرض کیا۔ **ان ترغب فی صحبتی شاطرتک مملکتی وسلمت الیک وزارتی** ''مجھے اپنی صحبت میں رکھئے میں آپ کو اپنی بادشاہی لکھ دیتا ہوں بلکہ وزارتِ قلمدان بھی آپ کے سپرد کر دیتا ہوں''۔ اللہ والے نے فرمایا: توبہ! حضرت شاہ ذوالقرنین نے پوچھا: کیوں؟ تو اُس اللہ والے نے فرمایا: **لان الناس اعداؤک بسبب المال والمملکة وجمیعهم احبابی بسبب القناعة** ''لوگ تمہارے مال اور بادشاہی کی وجہ سے تمہارے دشمن ہیں جبکہ یہ تمام لوگ سب کے سب میرے دوست ہیں کہ میرے پاس مال واسباب نہیں ہے''۔

حضرت شیخ سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:۔

در گوشۂ قناعت نان پارۂ و پینہ
در پیش اھل معنی بھتر ز صد خزینہ [۲]

''اہل حقیقت کے نزدیک قناعت کے گوشہ میں باسی روٹی سو خزانوں سے بہتر ہے''۔

جس طرح ربِّ کائنات نے سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰی ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡکُلُوۡنَ فِیۡ بُطُوۡنِہِمۡ نَارًا ؕ وَسَیَصۡلَوۡنَ سَعِیۡرًا ۝ [۳] ''بے شک وہ لوگ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں اور (قیامت کے دن) بھڑکتی ہوئی آگ میں جائیں گے''۔ صحیح حدیث شریف میں ہے اِنَّ الَّذِیۡ یَاۡکُلُ اَوۡ یَشۡرَبُ فِیۡ اٰنِیَۃِ الذَّھَبِ وَالۡفِضَّۃِ اِنَّمَا یُجَرۡ جِرُ فِیۡ بَطۡنِہٖ نَارَ جَھَنَّمَ [۴] ''جو شخص سونے چاندی کے برتن میں کھاتا پیتا ہے وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے''۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ چھپانے کی سزا:

وَلَا یُکَلِّمُہُمُ اللّٰہُ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیۡہِمۡ ۚ ۖ وَلَہُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ ۝ ''اور اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن اُن سے کلام نہیں فرمائے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا بلکہ اُن کے لئے دردناک عذاب ہے''۔

اِس لئے کہ وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ کو چھپاتے تھے۔ یہ اُن کے کرتوتوں کی سزا ہے۔ اُن لوگوں کے لئے یہ آیتِ مبارکہ عبرتناک انجام کا اعلان کر رہی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ حمیدہ اور عظمت وشان کو چھپانے کی یہودیانہ، نصرانیانہ اور مشرکانہ حرکت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اُن پر نہ نظرِ رحمت ہوگی نہ کلامِ رحمت۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا کلام نہ کرنا اور نظرِ رحمت نہ فرمانے کا مقصد ہے کہ اُن پر غضبِ الٰہی ہوگا۔ ایسے بیہودہ لوگوں کو پاک نہ کرنے کے معنی یہ ہیں اُن کی تعریف اور مدح وثناء نہ کرے گا اور اُن کو گناہوں کی نجاست سے پاک نہیں کرے گا بخلافِ مومنین کے کہ اگر اُن کو عذاب بھی کرے گا تو اُن کو گناہوں سے پاک فرمانے اور جنت میں داخل فرمانے کے لئے۔

وہ تین جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا:

(۱) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ثَلَاثَۃٌ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ وَلَا یَنۡظُرُ اِلَیۡھِمۡ وَلَا یُزَکِّیۡھِمۡ وَلَھُمۡ عَذَابٌ اَلِیۡمٌ رَجُلٌ عَلٰی فَضۡلِ مَاءٍ بِالۡفَلَاۃِ یَمۡنَعُہٗ اِبۡنُ سَبِیۡلٍ وَرَجُلٌ بَایَعَ رَجُلًا سِلۡعَۃً بَعۡدَ الۡعَصۡرِ فَحَلَفَ بِاللّٰہِ لَاَخَذَھَا بِکَذَا وَکَذَا فَصَدَّقَہٗ وَعَلٰی غَیۡرِ ذَالِکَ وَرَجُلٌ بَایَعَ اِمَامًا لَا یُبَایِعُہٗ اِلَّا لِدُنۡیَا فَاِنۡ اَعۡطَاہُ مِنۡھَا وَفٰی لَہٗ وَاِنۡ لَمۡ یُعۡطِہٖ مِنۡھَا لَمۡ یَفِ لَہٗ [۵]

''تین آدمیوں سے قیامت کے دن اللہ عزوجل بات نہیں کرے گا اور نہ اُن کو پاک کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ ایک وہ شخص جس کے پاس ایک بے آب وگیاہ جنگل میں ضرورت سے زیادہ پانی ہے اور وہ اُس کو مسافر سے روکتا ہے (یعنی مسافر کو پینے کے لئے نہیں دیتا اور جنگل میں دوسرا کوئی مقام پانی کا نہیں ہے کہ مسافر وہاں سے پی لے۔) دوسرا وہ شخص جس نے اپنا مال عصر کی نماز کے بعد بیچا اور اللہ (عزوجل) کی قسم کھائی کہ اُس نے اِتنے کا لیا ہے پھر خریدار نے اُس کی بات کو سچا جانا حالانکہ وہ بات سچ نہ تھی اور تیسرا

---

[۲] تفسیر روح البیان جلد ۱ ص ۲۸۰۔۲۸۱ (عربی)۔ [۳] النساء: ۱۰، قرطبی جلد ۱ جز ۲ ص ۱۵۸، ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۸۱، فتح القدیر جلد ۱ ص ۲۱۷، ابن جریر جلد ۱ ص ۹۵، بحر المحیط جلد ۱ ص ۶۷۔
[۴] ابن کثیر جلد ۱ ص ۱۸۱۔ [۵] ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۰۷۔

وہ شخص جس نے دنیا کی خاطر ایک امام سے بیعت کی اگر اُس نے اُس کو دنیا کا مال دیا تو اُس نے بیعت پوری کی' نہ دیا تو بیعت پوری نہ کی''۔ (بلکہ امام کے خلاف ہو گیا اور اُس سے بغاوت اختیار کی۔ جھوٹی قسم اگرچہ ہر وقت گناہ ہے لیکن عصر کے بعد اور بھی زیادہ سخت گناہ ہے)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:۔ **ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ رَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى سِلْعَةٍ لَقَدْ اُعْطِيَ بِهَا اَكْثَرَ مِمَّا اُعْطِيَ وَهُوَ كَاذِبٌ وَرَجُلٌ حَلَفَ عَلٰى يَمِيْنٍ كَاذِبَةٍ بَعْدَ الْعَصْرِ يَقْتَطِعُ بِهَا مَالَ رَجُلٍ مُسْلِمٍ وَرَجُلٌ مَنَعَ فَضْلَ مَآءٍ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ: اَلْيَوْمَ اَمْنَعُكَ فَضْلِيْ كَمَا مَنَعْتَ فَضْلَ مَآءٍ لَمْ تَعْمَلْ يَدَاكَ** [۶]

''تین اشخاص سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے دن کلام نہیں فرمائے گا اور نہ ہی اُن کی طرف نظرِ رحمت فرمائے گا۔ (۱) وہ شخص جس نے قسم کھائی کہ اُسے مال کی زیادہ قیمت ملتی رہی ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے (یعنی مجھے زیادہ قیمت مل رہی تھی میں نے مال نہیں بیچا)۔ (۲) وہ جو عصر کے وقت جھوٹی قسم کھائے تاکہ اُس (قسم) کے ذریعے مسلمان کا مال ہتھیا لے۔ (عصر کے وقت کی تخصیص اِس لئے ہے کہ یہ شرافت والا وقت ہے اور اِس وقت قسم کھانا بہت سخت ہے کیونکہ یہ دن رات کے فرشتوں کے اجتماع کا وقت ہے)۔ اور (۳) وہ شخص جو زائد پانی روکے اللہ تبارک وتعالیٰ اُسے (قیامت کے دن) فرمائے گا کہ آج میں اپنا فضل روکتا ہوں جیسے تو نے زائد پانی روکا تھا جو تیرے ہاتھوں کی کمائی نہ تھا''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ فَقُلْتُ مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَدْ خَابُوْا وَخَسِرُوْا قَالَ الْمُسْبِلُ اِزَارَهٗ وَالْمَنَّانُ عَطَاءَهٗ وَالْمُنَفِّقُ سِلْعَتَهٗ بِالْحَلْفِ الْكَاذِبِ** [۷]

''تین اشخاص ایسے ہیں جن سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) قیامت کے روز کلام نہیں فرمائے گا اور نہ اُن کی طرف دیکھے گا اور نہ اُنہیں پاک کرے گا اور اُن کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) وہ کون لوگ ہیں؟ بڑے نقصان میں پڑے اور تباہ ہوئے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ لوگ یہ ہیں۔ (۱) جو اپنے ازار کو اپنے ٹخنوں کے نیچے لٹکائے۔ (۲) جو کوئی دے کر احسان جتلائے اور (۳) وہ جو اپنے مال کو جھوٹی قسم کھا کر فروخت کرے''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **ثَلَاثَةٌ لَا يُكَلِّمُهُمُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيْهِمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ وَلَا يَنْظُرُ اِلَيْهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ شَيْخٌ زَانٍ وَمَلِكٌ كَذَّابٌ وَعَآئِلٌ مُسْتَكْبِرٌ** [۸]

''تین اشخاص ایسے ہیں جن کے ساتھ اللہ (عزوجل) قیامت کے دن نہ تو کلام فرمائے گا اور نہ ہی اُن کو پاک فرمائے گا نہ اُن کی طرف نظرِ کرم فرمائے گا اور اُن کے واسطے دردناک عذاب ہے۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ اور (۳) متکبر فقیر۔

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰى وَالْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَةِ ۚ فَمَآ اَصْبَرَهُمْ عَلَى النَّارِ ''یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ اور بخشش کے بدلے عذاب' یہ لوگ آگ کا عذاب کتنا برداشت کرنے والے ہیں''۔

اُنہیں چاہیے یہ تھا کہ تورات شریف میں جو خبریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق تھیں اُنہیں اَن پڑھوں تک پہنچاتے۔ لیکن اُلٹا

---

۶ بخاری حدیث نمبر ۲۳۶۹' مسلم حدیث نمبر ۱۰۳' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۴۷۴' نسائی حدیث نمبر ۴۴۶۲' ترمذی حدیث نمبر ۱۲۱۱' مسند احمد جلد۲ ص۴۸۰' جلد۵ ص۱۵۸' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۴ ص۱۹۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۲۹۹۵' مرقاۃ جلد۶ ص۱۷۱۔ ۷ ابن ماجہ حدیث نمبر ۲۲۰۸' مسند احمد جلد۵ ص۱۶۲-۱۷۸' الترغیب والترہیب جلد۲ ص۵۸۷۔

۸ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۰۹' مرقاۃ جلد۹ ص۵۹۶' مسلم حدیث نمبر ۱۰۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۳۷۷۵' ترمذی حدیث نمبر ۱۵۹۵' نسائی حدیث نمبر ۴۴۵۸' مسند احمد جلد۲ ص۴۸۰۔

اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کی آمد مبارکہ اور اوصافِ مبارکہ اور خبریں چھپالیں اور خود بھی آپ ﷺ کا انکار کیا اور آپ ﷺ کو جھٹلایا۔ پس اقرار اور اظہار پر انہیں جو نعمتیں ملنا تھیں اُن کے بدلے زحمتیں اور عذاب اپنے سر لئے۔

سورۂ مریم میں ارشاد ہوتا ہے: اَسۡمِعۡ بِهِمۡ وَاَبۡصِرۡ ۙ يَوۡمَ يَاۡتُوۡنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوۡنَ الۡيَوۡمَ فِىۡ ضَلٰلٍ مُّبِيۡنٍ ۝ ۹

''کیا خوب دیکھنے سننے والے ہوں گے اُس دن جب کہ ہمارے سامنے حاضر ہوں گے لیکن آج تو یہ ظالم لوگ صریح گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں''۔ حق کے دیکھنے سے اندھے اور سننے سے بہرے رہے۔ قیامت کے دن اُن کا دیکھنا، سُننا کسی کام نہ آئے گا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ نَزَّلَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَقِّ ؕ ''اِس لئے کہ اللہ (عزوجل) نے سچی کتاب اتاری''۔ مگر لوگوں نے اُس میں اختلاف ڈالا کسی نے کفر اختیار کرلیا اور کسی نے گمراہی کو شیوہ بنالیا اور کوئی راہِ راست پر رہا۔

وَاِنَّ الَّذِيۡنَ اخۡتَلَفُوۡا فِى الۡكِتٰبِ لَفِىۡ شِقَاقٍۢ بَعِيۡدٍ ۝

''اور جنہوں نے کتاب میں اختلاف کیا وہ پرلے درجے کی مخالفت میں ہیں''۔ یہ اشارہ قرآنِ پاک کی طرف ہے۔ اِس میں یہ اختلاف کرتے ہیں کہ **یقول بعضھم ھو سحر و بعضھم یقول مفتری و بعضھم یقول اساطیر الاولین** ۱۰ ''بعض اِس کو سحر سے تعبیر کرتے ہیں، کبھی قرآنِ مجید کو کلامِ اِنسان کہتے پھرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ یہ تو پہلے لوگوں کی کہانیاں ہیں''۔ یہ حق سے بہت دور ہیں۔

---

۹ سورۃ مریم آیت نمبر ۳۸، قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۱۵۹، بحرالمحیط جلد ا ص ۲۶۶۸۔ ۱۰ قرطبی جلد ا جز ۲ ص ۱۵۹، فتح القدیر جلد ا ص ۲۱۸، بحرالمحیط جلد ا ص ۶۷۰۔

درس حدیث شریف

از: صاحبزادہ حافظ خلیل احمد یوسفی (متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور)

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عَنْ مَعَاذِ بْنِ جَبَلٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ لَمَّا بَعَثَ بِہٖ اِلَی الْیَمَنِ قَالَ اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَاللّٰہِ لَیْسُوا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، جب رسول کریم ﷺ نے اُن کو یمن کی طرف روانہ فرمایا تو نصیحت فرمائی کہ: ''اے معاذ رضی اللہ عنہ آرام طلبی اور خوش عیشی سے بچتے رہنا اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے آرام طلب اور خوش عیش نہیں ہوتے''۔

دنیا میں آرام وراحت اور خوش عیشی کی زندگی گذارنا اگرچہ حرام اور ناجائز نہیں ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کے خاص بندوں کا مقام یہی ہے کہ وہ دنیا میں آرام طلبی کی زندگی اختیار نہ کریں۔ خیال رہے وہ آرام وراحت جو اللہ تبارک وتعالیٰ سے غافل کردے وہ بکری کے اُس مردار بچہ کی طرح ہے جسے کوئی ایک روپیہ میں بھی نہیں خریدتا۔

دنیا آخرت کی کھیتی ہے جو کوئی اچھا بیج بوئے گا اچھا پھل کاٹے گا۔ اور جو کوئی بُرا بیج بوئے گا، بُرا پھل کاٹے گا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے اِسی دنیوی زندگی میں آرام اور عیش وعشرت سے بچتے رہتے ہیں اور محنت ومشقت وریاضت کی زندگی گذارتے ہیں تاکہ یہ دنیا گمراہ نہ کردے، اللہ والوں کا کھانا پینا سونا جاگنا بلکہ جینا اور مرنا سب دین ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی سُنّتِ مبارکہ کو اِختیار کرتے ہوئے انسانی تقاضوں سے گذرتے ہیں اُن کی زندگی اگرچہ دنیا میں ہوتی ہے مگر عیش وعشرت کے لئے نہیں۔ آخرت کی بہتری کے لئے ہوتی ہے۔ جو زندگی آرام طلبی اور عیش وعشرت کے لئے نہ ہو وہ مبارک ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کے دلوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کے سوا کچھ نہیں ہوتا اگرچہ وہ مال واولاد اور دنیا میں رہتے ہیں۔ اُن کی مثال اُس کشتی کی طرح ہوتی ہے جو دریا میں تیرتی رہتی ہے جو کشتی دریا میں رہے وہ تو نجات ہے اور جس کشتی میں دریا آجائے، وہ ہلاکت ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَھْرَۃِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِھَا فَقَالَ رَجُلٌ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَسَکَتَ حَتّٰی ظَنَنَّا اَنَّہٗ یُنْزَلُ عَلَیْہِ قَالَ فَمَسَحَ عَنْہُ الرُّحَضَآءَ وَقَالَ اَیْنَ السَّآئِلُ وَکَاَنَّہٗ حَمِدَہٗ فَقَالَ اَنَّہٗ لَا یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ [1] ''میں اپنے (دنیا سے جانے کے) بعد جن چیزوں سے تم پر خوف کرتا ہوں وہ دنیا کی تروتازگی اور دنیا کی زینت ہے۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم) کیا خیر بھی شر لاتی ہے؟ تو نبی کریم ﷺ خاموش رہے۔ حتی کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ ﷺ پر وحی نازل ہورہی ہے پھر رسول کریم ﷺ نے پسینہ پونچھا اور فرمایا: سائل کہاں ہے؟ غالباً نبی کریم ﷺ نے اُس کی تعریف فرمائی پھر فرمایا: خیر شر کو نہیں لاتی''۔ اِس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ غنیمتیں دولت وعزت وغیرہ خیر ہی ہوں گی مگر اندیشہ یہ ہے کہ تم اُس خیر کا غلط استعمال کرکے اپنے لئے وبال بنالوگے خیر ہمیشہ خیر ہی لاتی ہے مگر اُس کا غلط استعمال شر کا باعث ہوجاتا ہے۔ سرکارِ کائنات ﷺ نے نہایت ہی نفیس مثال بیان فرمائی کہ جنگل کا سبزہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی نعمت ہے مگر جو گائے اُسے ہوس کے ساتھ کھاتی جائے بس ہی نہ کرے تو بیمار پڑجاتی ہے۔ اُسے اُس سبزہ نے بیمار نہ کیا بلکہ اُس کی ہوس نے اُسے مصیبت میں ڈال دیا۔ یوں ہی جو شخص دنیا سے کبھی سیر نہ ہو، حرام وحلال میں تمیز نہ کرے جو ملے قبضہ کرلے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کیلئے فارغ نہ ہو ہروقت دنیا طلبی میں سرگرداں رہے ظاہر ہے کہ وہ ہلاک ہوگا۔

[1] مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۵۰، البدایہ والنہایہ جلد ۳ جز ۵ ص ۹۸ (طبع جدید)۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو صبر وقناعت کے ساتھ حلال روزی حاصل کرتے ہیں اپنے اوقات زندگی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت میں بھی صرف کرتے ہیں اور رزقِ حلال کمانے میں بھی اور پھر کمائے ہوئے رزقِ حلال میں سے غرباء وفقراء کو بھی کھلاتے ہیں۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **فَوَاللّٰہِ لَاالْفَقْرَ اُخْشٰی عَلَیْکُمْ وَلٰکِنْ اَخْشٰی عَلَیْکُمْ اَنْ تَبْسُطَ عَلَیْکُمُ الدُّنْیَا کَمَا بُسِطَتْ عَلٰی مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ فَتَنَا فَسُوْھَا کَمَا تَنَا فَسُوْلَھَا وَتُھْلِکَکُمْ کَمَا اَھْلَکَتْھُمْ** [۲] ''اللہ کی قسم میں تم پر فقیری سے خوف نہیں کرتا، لیکن میں تم پر اس سے خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے جیسے تم سے پہلوں پر پھیلا دی گئی تھی تو تم اُس میں رغبت کر جاؤ جیسے وہ لوگ رغبت کر گئے اور تمہیں ویسے ہی ہلاک کر دے جیسے اُنہیں ہلاک کر دیا''۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ڈر سنانے اور احتیاط برتنے کے لئے ہے اور اُن کو فرمانے کا مقصد آئندہ آنے والے کلمہ پڑھنے والوں کے لئے نسخہ ہدایت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیاوی ناجائز رغبت اور ہلاکت یعنی کفر وطغیان سے محفوظ رکھا۔ وہ لوگ بادشاہ امیر ہو کر بھی دنیوی آلودگی میں نہیں پھنسے۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس اپنے دورِ خلافت میں ایک ہی کرتہ تھا جسے وہ دھو کر پہنتے تھے اور زیب تن فرماتے تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفۃ الرسول تھے مگر وصال کے بعد کفن کیلئے گھر میں کپڑا نہ تھا۔ پہنے ہوئے کپڑے دھو کر اُنہی میں آپ کو کفن دیا گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں فرمایا: میں اپنی تلوار فروخت کرنا چاہتا ہوں تاکہ آج گھر کا خرچ چلالوں وہ حضرات امیری میں فقیری کر گئے۔

قرآنِ مجید کی سورۃ الفرقان میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندے نہ فضول خرچ ہوتے ہیں اور نہ ہی بخیل **اَلَّذِیْنَ یَمْشُوْنَ عَلَی الْاَرْضِ ھَوْنًا** ''وہ زمین پر عاجزی اور انکساری سے چلتے ہیں''۔ اور بوقت دُعا عرض کرتے ہیں **رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَھَنَّمَ اِنَّ عَذَابَھَا کَانَ غَرَامًا ۝** [۳] ''اے ہمارے رب ہم سے جہنم کا عذاب پھیر دے بے شک جہنم کا عذاب بہت بُرا ہے''۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے اِرشادات اور فرامین سے اُمّت کو نوازا ہے جن سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا قرب اور خوشنودی حاصل کرنے میں راہیں آسان ہو جاتی ہیں۔ دنیا کی حقیقت سے آگاہی پانے کے بعد بندۂ مومن اپنی عمرِ عزیز کو اور ایک ایک سانس کو نعمت الٰہیہ سمجھ کر گزارتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **لَوْ کَانَتِ الدُّنْیَا تَعْدِلُ عِنْدَاللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ مَا سَقٰی کَافِرًا مِنْھَا شَرْبَۃً** [۴] ''اگر دنیا اللہ تبارک وتعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پَر کے برابر ہوتی تو اُس میں کسی کافر کو پانی کا ایک گھونٹ نہ پلاتا''۔ کیونکہ کفار اللہ تبارک وتعالیٰ کے دشمن ہیں اور دشمن کو پیاری چیز نہیں دی جاتی۔ قیامت کے دن انسان کے قدم نہ ہٹیں گے حتیٰ کے اُس سے پانچ چیزوں سے متعلق سوال کیا جائے گا اُس کی عمر کے بارے میں کہ کس طرح گذاری؟ اُس کی جوانی کے متعلق کے کیسے گذاری؟ اُس کے مال کے متعلق کہ کہاں سے کمایا اور کس طرح خرچ کیا اور اس میں کیا عمل کیا؟ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: **اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃٌ وَّفِتْنَۃُ اُمَّتِی الْمَالُ** ''ہر اُمّت کا کوئی فتنہ ہے میری اُمّت کا فتنہ مال ہے''۔ یعنی میری اُمّت کی سخت آزمائش مال سے ہوگی۔ ربِّ کریم مال دے کر آزمائے گا کہ یہ لوگ اب میرے رہتے ہیں کہ نہیں لیکن اکثریت ناکامی کا شکار ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

---

[۲] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۶۳، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۶۱، بخاری حدیث نمبر ۲۹۶۱، مسلم حدیث نمبر ۴۰۱۵، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۶۲، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۹۹۷۔ [۳] الفرقان: ۶۵۔
[۴] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۷۷، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۷۳، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۲۰، ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۱۰، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۹۴، مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۹۰، ترمذی حدیث نمبر ۲۳۳۶، مسند احمد جلد ۴ ص ۱۶۰، مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۳۱۸، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۱۷۸۔

سے روایت ہے' وہ اپنے ماموں سے بیان کرتے ہیں کہ وہ اپنے ماموں ابن ابی ہاشم بن عتبہ کے پاس اُن کی بیمار پرسی کے لئے گئے تو ابو ہاشم رونے لگے اُنہوں نے کہا اے ماموں کیا تمہیں تکلیف پریشان کر رہی ہے یا دنیا کی حرص؟ وہ بولے ہرگز نہیں لیکن رسولِ کریم ﷺ نے ہم سے ایک عہد لیا تھا' میں نے وہ اختیار نہ کیا پوچھا' وہ عہد کیا ہے؟ فرمایا میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ **اِنَّمَا یَکْفِیْکَ مِنْ جَمْعِ الْمَالِ خَادِمٌ وَمَرْکَبٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَرَانِیْ قَدْ جَمَعْتُ** ۵ ''تمہیں مال جمع کرنے میں ایک خادم اور ایک سواری اور وہ بھی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی راہ کے لئے کافی ہے اور میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ میں نے جمع کیا ہے''۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا عمل کس نے کرنا ہے مگر انکساری کے طور پر ایسی بات کر رہے ہیں۔

ہمارے نبی کریم ﷺ نے جیسی تعلیم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی خود آپ ﷺ نے اُس کا نورانی عملِ مقدس سے نمونہ پیش فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہِ اَقدس میں دُعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مِسْکِیْنًا وَاَمِتْنِیْ مِسْکِیْنًا وَاحْشُرْنِیْ فِیْ زُمْرَۃِ الْمَسَاکِیْنَ ۶ ''اے میرے اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے مسکینی کی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی کی حالت میں دنیا سے اُٹھا اور مسکینوں کے گروہ میں حشر فرما''۔ جب ربّ کائنات جل جلالہ نے رسول کریم ﷺ کو یہ پیش کش فرمائی کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو آپ ﷺ کے لئے مکہ کی وادی کو سونے سے بھر دیا جائے تو آپ ﷺ نے عرض کیا نہیں پروردگار میں تو ایسی زندگی چاہتا ہوں کہ ایک دن کھانے کو ہو اور ایک دن کھانے کو نہ ہو۔

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اَغْبَطُ اَوْلِیَآئِیْ عِنْدِیْ لَمُؤْمِنٌ خَفِیْفُ الْحَاذِ ذُوْحَظٍّ مِّنَ الصَّلٰوۃِ اَحْسَنَ عِبَادَۃَ رَبِّہٖ وَاَطَاعَہٗ فِی السِّرِّ وَکَانَ غَامِضًا فِی النَّاسِ لَا یُشَارُ اِلَیْہِ بِالْاَصَابِعِ وَکَانَ رِزْقُہٗ کَفَافًا فَصَبَرَ عَلٰی ذٰلِکَ ثُمَّ نَقَدَ بِیَدِہٖ فَقَالَ عَجِلَتْ مُنِیَّتُہٗ قَلَّتْ بَوَاکِیْہِ قَلَّ تُرَاثُہٗ** ۷ ''میرے دوستوں میں بہت زیادہ قابل رشک میرے نزدیک وہ مومن ہے جو سبک بار (یعنی دنیا کے ساز و سامان اور مال وعیال کے لحاظ سے بہت ہلکا پھلکا) ہو۔ نماز میں اُس کا بڑا حصّہ ہو اور اپنے رب کی عبادت خوبی کے ساتھ اور صفت اِحسان کے ساتھ کرتا ہو اور اُس کی اطاعت وفرمانبرداری اُس کا شعار ہو اور یہ سب کچھ اخفا کے ساتھ اور خلوت میں کرتا ہو اور چھپا ہوا اور گمنامی کی حالت میں ہو اور اُس کی طرف اُنگلیوں سے اشارے نہ کئے جاتے ہوں اور اُس کی روزی بھی بقدرِ کفاف ہو اور وہ اُس پر صابر اور قانع ہو پھر رسولِ کریم ﷺ نے اپنے نورانی ہاتھ مبارک سے چٹکی بجائی اور فرمایا جلدی آ گئی اُس کو موت اور اُس پر رونے والیاں بھی کم ہوں اور اُس کا ترکہ بھی بہت تھوڑا سا ہو''۔

بلاشبہ بڑی قابل رشک ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے بندوں کی زندگی اور **اَلْحَمْدُلِلّٰہِ** ایسے صابر وقانع لوگوں سے دنیا خالی نہیں۔ یہی وہ بندے ہیں جن کی عظمت وشان بیان فرماتے ہوئے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا ہے' اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے تم لوگوں کی جو مدد ہوتی ہے اور تمہیں جو نعمتیں ملتی ہیں وہ تمہاری صلاحیتوں اور قابلیتوں کی بنیاد پر نہیں ملتیں بلکہ تم میں جو بیچارے کمزور اور خستہ حال ہیں اُن کے وسیلے' برکت اور دُعاؤں سے ملتی ہیں۔ اللہ تبارک تعالیٰ کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اللہ کریم جل جلالہ ہمیں ایسے عظیم اور اولوالعزم لوگوں کے نقشِ قدم پر چلنے اور اُن سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

---

۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۲۰۳' مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۹۷' ترمذی حدیث نمبر ۲۳۲۷' نسائی حدیث نمبر ۵۲۷۳' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۰۳' مسند احمد جلد ۵ ص ۲۹۰' کنز العمال حدیث نمبر ۶۱۰۹۔

۶ ترمذی حدیث نمبر ۲۳۵۲' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۲۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۲۴۴' مستدرک حاکم جلد ۴ حدیث نمبر ۳۲۲' مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۲۶۲' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۷ ص ۱۲' قرطبی جلد ۴ جز ۸ حدیث نمبر ۱۶۹۔ ۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۱۸۹' مرقاۃ جلد ۹ ص ۳۸۳' ترمذی حدیث نمبر ۲۳۴۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۱۱۷' شرح السنۃ جلد ۷ ص ۲۹۱۔

نبی کریم ﷺ کے مشاہدات

(ادارہ)

فرشتے کو دیکھنا:

وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَهُوَ الصَّادِقُ الْمَصْدُوْقُ اِنَّ خَلْقَ اَحَدِكُمْ يُجْمَعُ فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا نُطْفَةً ثُمَّ يَكُوْنُ عَلَقَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَكُوْنُ مُضْغَةً مِثْلَ ذٰلِكَ ثُمَّ يَبْعَثُ اللّٰهُ اِلَيْهِ مَلَكًا بِاَرْبَعِ كَلِمَاتٍ فَيَكْتُبُ عَمَلَهٗ وَاَجَلَهٗ وَرِزْقَهٗ وَشَقِيٌّ اَوْ سَعِيْدٌ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيْهِ الرُّوْحُ فَوَالَّذِيْ لَآ اِلٰهَ غَيْرُهٗ اِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ فَيَدْخُلُهَا وَاِنَّ اَحَدَكُمْ لَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ حَتّٰى مَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَهَا اِلَّا ذِرَاعٌ فَيَسْبِقُ عَلَيْهِ الْكِتَابُ فَيَعْمَلُ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَيَدْخُلُهَا[۱]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' کہ سچے مصدوق نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ تم میں سے ہر ایک کا مادۂ پیدائش ماں کے پیٹ میں چالیس دن نطفہ رہتا ہے پھر اُسی قدر خون کی پھٹک پھر اُسی قدر (گوشت کا) لوتھڑا۔ پھر اللہ (تبارک و تعالیٰ) ایک فرشتہ کو چار باتیں بتا کر بھیجتا ہے تو وہ فرشتہ اُس کے کام' اُس کی موت' اُس کا رزق اور (یہ کہ یہ) بد بخت ہوگا یا نیک بخت' سب کچھ لکھ جاتا ہے۔ پھر اُس میں روح پھونکی جاتی ہے۔ تو اُس کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ تم میں بعض جنتیوں کے سے کام کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ اُس میں اور جنت میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اچانک نوشتۂ تقدیر اُس کے سامنے آتا ہے اور دوزخیوں کے کام کر لیتا ہے۔ پھر وہاں ہی پہنچتا ہے اور تم میں بعض دوزخیوں کے سے کام کرتے ہیں یہاں تک کہ اُس میں اور دوزخ میں صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتا ہے کہ اُس کا نوشتہ سامنے آتا ہے اور جنتیوں کے سے کام کرتا ہے پھر اُس میں داخل ہو جاتا ہے"۔

جنتیوں اور دوزخیوں کا علم:

۲۔ وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَفِيْ يَدَيْهِ كِتَابَانِ فَقَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا هٰذَانِ الْكِتَابَانِ قُلْنَا لَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا اَنْ تُخْبِرَنَا فَقَالَ لِلَّذِيْ فِيْ يَدِهِ الْيُمْنٰى هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَسْمَآءُ اٰبَآئِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا ثُمَّ قَالَ لِلَّذِيْ فِيْ شِمَالِهٖ هٰذَا كِتٰبٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ فِيْهِ اَسْمَآءُ اَهْلِ النَّارِ وَاَسْمَآءُ اٰبَآئِهِمْ وَقَبَائِلِهِمْ ثُمَّ اُجْمِلَ عَلٰى اٰخِرِهِمْ فَلَا يُزَادُ فِيْهِمْ وَلَا يُنْقَصُ مِنْهُمْ اَبَدًا فَقَالَ اَصْحَابُهٗ فَفِيْمَا الْعَمَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَ اَمْرٌ قَدْ فُرِغَ عَنْهُ فَقَالَ سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا فَاِنَّ صَاحِبَ الْجَنَّةِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ وَاِنَّ صَاحِبَ النَّارِ يُخْتَمُ لَهٗ بِعَمَلِ اَهْلِ النَّارِ وَاِنْ عَمِلَ اَيَّ عَمَلٍ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ بِيَدَيْهِ فَنَبَذَهُمَا ثُمَّ قَالَ فَرَغَ رَبُّكُمْ مِنَ الْعِبَادِ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ[۲]

"حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک بار حضور نبی کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ کے دستِ اقدس میں دو کتابیں تھیں فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کتابیں کیا ہیں؟ ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)

[۱] بخاری حدیث نمبر ۳۲۰۸' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۰۸' ترمذی حدیث نمبر ۲۱۳۷' ابن ماجہ حدیث نمبر ۷۶' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۸۲' مرقاۃ جلد ا ص ۲۴۵۔ [۲] ترمذی حدیث نمبر ۲۱۴۱' مسند احمد جلد ۲ ص ۱۶۷' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۹۶' مرقاۃ جلد ا ص ۲۷۳۔

آپ ﷺ کے بتائے بغیر ہم نہیں جانتے۔ تو آپ ﷺ نے دائیں ہاتھ کی کتاب کے بارے میں فرمایا کہ یہ کتاب ربُّ العالمین کے پاس سے آئی ہے جس میں تمام جنتیوں کے نام اور اُن کے باپ دادا کے اور قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک کا ٹوٹل لگا دیا گیا ہے۔ لہٰذا اِن میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ پھر بائیں ہاتھ والی کتاب کے متعلق فرمایا کہ یہ کتاب اللہ ربُّ العالمین کی طرف سے آئی ہے اِس میں دوزخیوں اور اُن کے باپ دادا اور قبیلوں کے نام ہیں۔ پھر آخر تک کا ٹوٹل لگا دیا گیا اب اِن میں کبھی کمی بیشی نہیں ہوسکتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، عمل کا ہے میں رہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیک وسلم)، جب اِس معاملہ میں سے فراغت ہوچکی، فرمایا: سیدھے رہو، قربِ الٰہی حاصل کرو کیونکہ جنتی کا خاتمہ جنتیوں کے عمل پر ہوتا ہے اگرچہ پہلے کوئی بھی کام کرے اور یقیناً دوزخی کا خاتمہ دوزخیوں کے کام پر ہوتا ہے اگرچہ پہلے کوئی بھی عمل کرے۔ پھر حضور نبی کریم ﷺ نے دستِ مبارک سے اشارہ فرما کر انہیں جھاڑ دیا پھر فرمایا کہ تمہارا رب بندوں سے فارغ ہوچکا ایک ٹولہ جنتی اور دوسرا ٹولہ دوزخی ہے''۔

قبر کے اندر کیا ہوتا ہے اُس کا مشاہدہ:

۳۔ وَعَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اَنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ اَتَاہُ مَلَکَانِ فَیُقْعِدَانِہٖ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ فَاَمَّا الْمُؤْمِنُ فَیَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّہٗ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ فَیُقَالُ لَہٗ اُنْظُرْ اِلٰی مَقْعَدِکَ مِنَ النَّارِ قَدْ اَبْدَلَکَ اللّٰہُ بِہٖ مَقْعَدًا مِّنَ الْجَنَّۃِ فَیَرَاھُمَا جَمِیْعًا وَاَمَّا الْمُنَافِقُ وَالْکَافِرُ فَیُقَالُ لَہٗ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ لَا اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ فَیُقَالُ لَہٗ لَا دَرَیْتَ لَا تَلَیْتَ وَیُضْرَبُ بِمَطَارِقَ مِنْ حَدِیْدٍ ضَرْبَۃً فَیَصِیْحُ صَیْحَۃً یَّسْمَعُھَا مَنْ یَلِیْہِ غَیْرُ الثَّقَلَیْنِ ۳؎

''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اُس کے ساتھی لوٹتے ہیں تو وہ اُن کے جوتوں کی آہٹ سُنتا ہے۔ اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ اُسے بٹھاتے ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ تو اِن صاحب کے متعلق کیا کہتا تھا؟ یعنی (حضرت) محمد (ﷺ) کے بارے میں، تو مومن کہہ دیتا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ (عزوجل) کے بندے اور اُس کے رسول (ﷺ) ہیں۔ تب اُس سے کہا جاتا ہے کہ اپنا دوزخ کا ٹھکانہ دیکھ جسے اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے جنت کے ٹھکانے سے بدل دیا تو وہ اُن دونوں کو دیکھتا ہے اور منافق اور کافر سے کہا جاتا ہے کہ اِن صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا جو لوگ کہتے تھے وہی میں کہتا تھا تو اُس سے کہا جاتا ہے کہ تو نے نہ پہچانا نہ قرآنِ مجید پڑھا اور لوہے کے ہتھوڑوں سے مار ماری جاتی ہے جس سے وہ ایسی چیخیں مارتا ہے کہ سوائے جن و انس کے تمام قریبی چیزیں سنتی ہیں''۔

قبر میں فرشتے کیا کہتے ہیں:

۴۔ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِذَا اُقْبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاہُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِھِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ فَیَقُوْلُ ھُوَ عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ھٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَہٗ فِیْ قَبْرِہٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَہٗ فِیْہِ ثُمَّ یُقَالُ لَہٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَھْلِیْ فَاُخْبِرُھُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعُرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُہٗ اِلَّا اَحَبُّ اَھْلِہٖ اِلَیْہِ حَتّٰی یَبْعَثَہُ اللّٰہُ مِنْ مَّضْجَعِہٖ ذٰلِکَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا

۳؎ بخاری حدیث نمبر ۱۳۳۸، مسلم حدیث نمبر ۲۸۷۰، نسائی حدیث نمبر ۲۰۵۱، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۵۲، مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۲۶، مرقاۃ جلد ۱ ص ۲۱۳۔

فَقُلْتُ مِثْلَهُ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّکَ تَقُوْلُ ذٰلِکَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا یَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَّضْجَعِهٖ ذٰلِکَ ۴

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میّت دفن کی جاتی ہے تو اُس کے پاس دو سیاہ رنگ اور نیلی آنکھوں والے فرشتے آتے ہیں۔ ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ تو اِن صاحب کے بارے میں کیا کہتا تھا؟ تو میّت کہتی ہے یہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے ہیں اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے سوا کوئی معبود نہیں اور یقیناً (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے بندے اور اُس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ تب وہ کہتے ہیں ہم تو جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا پھر اُس کی قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے' ستّر ستّر گز۔ پھر اُس کے لئے وہاں روشنی کر دی جاتی ہے پھر اُسے کہا جاتا ہے سو جا۔ وہ کہتا ہے میں اپنے گھر جاؤں تاکہ اُنہیں یہ خبر دوں تو وہ فرشتے کہتے ہیں' دُلہن کی طرح سو جا جسے اُس کے پیارے خاوند کے سوا گھر کا کوئی فرد نہیں جگاتا تا آنکہ اللہ (عزوجل) اُسے اُس کی خواب گاہ سے اُٹھائے گا اور اگر مردہ منافق ہو تو کہتا ہے کہ میں نے لوگوں سے جو کچھ سنا تھا اُسی طرح میں بھی کہہ دیتا تھا' میں نہیں پہچانتا۔ تب وہ کہتے ہیں کہ ہم تو پہلے ہی جانتے تھے کہ تو یہی کہے گا پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اِس پر تنگ ہو جا۔ وہ اِس قدر تنگ ہو جاتی ہے کہ (منافق) مردے کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہو جاتی ہیں۔ ایک دوسرے میں دھنس جاتی ہیں پھر وہ قبر کے عذاب میں ہی رہتا ہے تا آنکہ اللہ (عزوجل) اُسے اُس ٹھکانے سے اُٹھائے''۔

قبر کو تاحدِ نگاہ کُشادہ ہوتے دیکھنا:

۵۔ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ یَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم فَیَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا یُدْرِیْکَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتَابَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِکَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیَةَ قَالَ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ فَیُفْتَحُ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِیْبِهَا وَیُفْسَحُ لَهٗ فِیْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَذَکَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَیُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ وَیَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّکَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُکَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ کَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی النَّارِ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَیُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی یَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَهٗ اَعْمٰی اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَیَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً فَیَصِیْحُ صَیْحَةً یَّسْمَعُهَا مَابَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَابًا ثُمَّ یُعَادُ فِیْهِ الرُّوْحُ ۵

''حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جو اُسے بٹھاتے ہیں پھر اُس سے کہتے ہیں' تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ (تبارک وتعالیٰ) ہے۔ پھر کہتے ہیں تیرا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اِسلام ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں یہ کون

۴ ترمذی حدیث نمبر ۱۰۷۱' مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۰' مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۱۹۔ ۵ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۱' مرقاۃ جلد ۱ ص ۳۲۲' مسند احمد جلد ۴ ص ۲۸۷' ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۵۳۔

صاحب ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ تو وہ کہتا ہے' وہ رسول اللہ ﷺ ہیں۔ فرشتے کہتے ہیں۔ تجھے یہ کیسے معلوم ہوا؟ وہ کہتا ہے میں نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی کتاب پڑھی اُس پر ایمان لایا اُسے سچا جانا یہی اُس آیت کی تفسیر ہے۔ **یثبت اللہ الآیۃ** حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ پھر آسمان سے پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچّا ہے۔ لہٰذا اِس کے لئے جنت کا بستر بچھاؤ' اِسے جنت کا لباس پہناؤ اور اِس کے لئے جنت کی طرف دروازہ کھول دو۔ پس (دروازہ) کھول دیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اُس تک جنت کی ہوا اور وہاں کی خوشبو آتی ہے اور تاحدِ نظر قبر میں فراخی کر دی جاتی ہے۔ رہا کافر تو حضورِ نبی کریم ﷺ نے اُس کی موت کا ذکر فرمایا کہ اُس کی روح اُس کے جسم میں لوٹائی جاتی ہے اور اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں پھر وہ اُسے بٹھاتے ہیں اور اُس سے کہتے ہیں تیرا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا پھر اُس سے پوچھتے ہیں تیرا دین کیا؟ وہ کہتا ہے' ہائے ہائے میں نہیں جانتا پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ صاحب کون ہیں جو تم میں بھیجے گئے؟ وہ کہتا ہے ہائے ہائے میں نہیں جانتا۔ تب پکارنے والا آسمان سے پکارتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے۔ لہٰذا اِس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ' آگ کا لباس پہناؤ اور اِس کے لئے آگ کی طرف دروازہ کھول دو۔ فرمایا' پھر اُس تک وہاں کی گرمی اور لُو آتی ہے۔ فرمایا' اُس پر اُس کی قبر تنگ ہوجاتی ہے حتیٰ کہ وہاں اُس کی پسلیاں اِدھر اُدھر ہوجاتی ہیں پھر اُس پر اندھے بہرے فرشتے مسلّط ہوتے ہیں جن کے پاس لوہے کے ہتھوڑے ہوتے ہیں اگر اُن سے پہاڑ کو مارا جائے تو وہ بھی مٹی ہوجائے۔ اُس سے اُسے مارتے ہیں ایسی مار جس سے جن وانس کے سوا مشرق ومغرب کی مخلوق سنتی ہے جس سے وہ مٹی ہوجاتا ہے پھر اُس میں روح لوٹائی جاتی ہے۔''

قبر میں سورج کو دیکھنا:

۶۔ **عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِذَا اُدْخِلَ الْمَيِّتُ الْقَبْرَ مُثِّلَتْ لَهُ الشَّمْسُ عِنْدَ غُرُوْبِهَا فَيَجْلِسُ يَمْسَحُ عَيْنَيْهِ وَيَقُوْلُ دَعُوْنِيْ اُصَلِّيْ** ۶

''حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ رسول کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ جب میّت قبر میں داخل کی جاتی ہے تو اُسے سورج ڈوبتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ تو وہ آنکھیں ملتا ہوا بیٹھتا ہے اور کہتا ہے مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھ لوں۔''

۷۔ **وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِنَّ الْمَيِّتَ يَصِيْرُ اِلَى الْقَبْرِ فَيَجْلِسُ الرَّجُلُ فِيْ قَبْرِهٖ غَيْرَ فَزِعٍ وَّلَا مَشْغُوْبٍ ثُمَّ يُقَالُ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ كُنْتُ فِي الْاِسْلَامِ فَيُقَالُ مَاهٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جَآءَنَا بِالْبَيِّنَاتِ مِنْ عِنْدِاللّٰهِ فَصَدَّقْنَاهُ فَيُقَالُ لَهٗ هَلْ رَءَيْتَ اللّٰهَ فَيَقُوْلُ مَايَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَّرَى اللّٰهَ فَيُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةً قِبَلَ النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَاوَقَاكَ اللّٰهُ ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الْيَقِيْنِ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ وَعَلَيْهِ تُبْعَثُ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَيُجْلَسُ الرَّجُلُ السُّوْءُ فِيْ قَبْرِهٖ فَزِعًا مَشْغُوْبًا فَيُقَالُ لَهٗ فِيْمَ كُنْتَ فَيَقُوْلُ لَا اَدْرِيْ فَيُقَالُ لَهٗ مَا هٰذَا الرَّجُلُ فَيَقُوْلُ سَمِعْتُ النَّاسَ يَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُهٗ فَيُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ قِبَلَ الْجَنَّةِ فَيَنْظُرُ اِلٰى زَهْرَتِهَا وَمَا فِيْهَا فَيُقَالُ لَهٗ اُنْظُرْ اِلٰى مَاصَرَفَ اللّٰهُ عَنْكَ ثُمَّ يُفَرَّجُ لَهٗ فُرْجَةٌ اِلَى النَّارِ فَيَنْظُرُ اِلَيْهَا يَحْطِمُ بَعْضُهَا بَعْضًا فَيُقَالُ لَهٗ هٰذَا مَقْعَدُكَ عَلَى الشَّكِّ كُنْتَ وَعَلَيْهِ مِتَّ تُبْعَثُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى** ۷

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ نبی کریم ﷺ سے روایت فرماتے ہیں کہ مردہ قبر میں پہنچتا ہے پھر اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے نہ گھبرایا ہوا نہ پریشان۔ پھر اُس سے کہا جاتا ہے تو کس دین میں تھا؟ وہ کہتا ہے اِسلام میں تھا۔ پھر کہا جاتا ہے۔

(باقی صفحہ نمبر ۱۹ کالم نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

۶ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۸' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۷۲' مرقاۃ جلد اص ۳۳۱۔ ۷ مشکوٰۃ حدیث نمبر ۱۳۹' ابن ماجہ حدیث نمبر ۴۲۶۸' مرقاۃ جلد اص ۳۳۲۔

www.seedharastah.com

بخاری شریف پڑھیے
بحوالہ
تیسیر الباری

(ادارہ)

شیطان کو ہنستا دیکھنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **اَلتَّثَاءُ بُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا تَثَاءَ بَ اَحَدُكُمْ فَلْيَرُدَّهُ مَااسْتَطَاعَ فَاِنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا قَالَ: هَا ضَحِكَ الشَّيْطَانُ** [1]

''جمائی شیطان کی طرف سے ہے جب کوئی تم میں سے جمائی لے تو جہاں تک ہو سکے اُس کو روکے (آواز نہ نکلنے دے) اِس لئے کہ جمائی لینے والا جب ہا ہا کی آواز نکالتا ہے تو شیطان ہنستا ہے''۔ A

A '' خوش ہوتا ہے کہ آدمی زاد دھوکے میں آگیا' پیٹ بھر کر کھایا سُست ہو گیا۔ اب خدا کی عبادت اچھی طرح نہیں کر سکے گا''۔ (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۶)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمائی لینے کو شیطان کی طرف منسوب فرمایا کیونکہ یہ بدن کا بھارا ہو جانے اور اُس کا سُستی اور نیند کی طرف مائل ہونے سے آتی ہے۔ اور اِس کا سبب شیطان ہے۔ کیونکہ وہی نفس کو شہوات ِ نفسانیہ کی طرف مائل کرتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو اِس کے سبب سے نفرت دلائی جس سے یہ پیدا ہوتی ہے اور وہ کھانے پینے میں وسعت ہے جس سے انسان عبادت کو گراں بار سمجھنے لگتا ہے اور نیک کاموں میں سُستی کرتا ہے جمائی کی حقیقت سانس ہے جس سے منہ زور سے کھلتا ہے تاکہ اِن دونوں ہڈیوں کے عضلات میں رُکے ہوئے بخارات کو نکالے جو معدے کے زیادہ بھر جانے اور بدن بھارا ہونے سے پیدا ہوتے ہیں۔ کسی نبی علیہ السلام کو جمائی نہیں آئی کیونکہ اِس کا سبب شیطان ہے اور شیطان کو کسی نبی علیہ السلام پر تسلط حاصل نہیں۔ (تفہیم البخاری جلد۵ص ۹۶)

کیسے عظیم مسلمان تھے؟

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' **لَمَّا كَانَ يَوْمُ اُحُدٍ هُزِمَ الْمُشْرِكُوْنَ فَصَاحَ اِبْلِيْسُ اَىْ عِبَادَاللّٰهِ اُخْرَاكُمْ**

''جب اُحد کی جنگ میں مشرک (پہلے پہل) شکست خوردہ ہوئے اُس وقت اِبلیس لعین یوں چلایا: اے اللہ کے بندو! اپنے پیچھے والوں سے بچو''۔ یہ سُن کر آگے والے لوٹے (اُنہوں نے پیچھے والوں کو جو مسلمان تھے کافر سمجھا' شیطان نے دھوکا دیا اِس لئے کہ مسلمان آپس میں لڑ پڑیں) آگے والے پچھلوں پر ٹوٹ پڑے اور آپس میں اُلجھ گئے۔ اِتنے میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اپنے والد کو دیکھا (اُن کو مسلمان مار رہے ہیں' قتل کر رہے ہیں) حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے کہا **اَىْ عِبَادَ اللّٰهِ اَبِىْ اَبِىْ**

''اے اللہ کے بندو! یہ میرے والد گرامی ہیں' میرے والد گرامی ہیں''۔ لیکن خدا کی قسم مسلمانوں نے (گھبراہٹ میں) اُن کو نہ چھوڑا' وہ نہ رُکے اور انہیں قتل کر دیا۔ آخر حضرت ِ حذیفہ رضی اللہ عنہ فرمانے لگے **غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ** ''اللہ (تبارک وتعالیٰ) تمہیں معاف فرمائے'' تم کو بخشے (تم نے ایک مسلمان کو مار ڈالا) حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں **فَمَا زَالَتْ فِىْ حُذَيْفَةَ مِنْهُ بَقِيَّةُ خَيْرٍ حَتّٰى لَحِقَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ** [2] ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ہمیشہ اپنے والد گرامی کے مارنے والوں کے لئے دُعا اور اِستغفار فرماتے رہے''۔ (کیونکہ انہوں نے غلطی سے مار دیا تھا) بالآخر (اِسی غم واندوہ میں) وہ فوت ہو گئے واصل بحق ہوئے''۔

---

[1] بخاری جلد۱ص ۴۶۴' تفہیم البخاری جلد۵ص ۹۶' تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۶' السنن الکبریٰ للبیہقی جلد۲ص ۲۸۹' مسند احمد جلد۲ص ۵۱۷۔ [2] بخاری جلد۱ص ۴۶۴' فتح الباری جلد۶ص ۴۱۶' عمدۃ القاری جز۸ جز۱۶ص ۱۷۸' تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۶' تفہیم البخاری جلد۵ص ۹۷۔

''نبی کریم ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو اُن کے باپ کی دیت دلانے لگے لیکن حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے وہ بھی معاف کر دی۔ سبحان اللہ! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک ایک نیکی ہماری عمر بھر کی عبادت سے زیادہ فضیلت رکھتی ہے'' (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۶)

حضرت حذیفہ کے والد ماجد حسیک بن جابر عبسی رضی اللہ عنہ ہیں اور ''یمان'' اُن کا لقب ہے۔ وہ اپنے بیٹے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمان ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور غزوۂ اُحد میں مسلمانوں نے ہی قتل کر دیا کیونکہ انہوں نے اُسے مشرکین میں سے خیال کیا تھا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ چیختے رہے کہ یہ میرے والد ہیں۔ اِن کو قتل نہ کرو لیکن اُن کی آواز کی شنوائی نہ ہوئی اور مسلمانوں کے ہاتھوں مسلمان شہید ہوئے۔ تیمی نے کہا: بقیة خیرا کا معنی یہ ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اپنے والد ماجد کے قتل سے ہمیشہ غمناک رہے اور اِسی غم واندوہ میں وہ فوت ہوگئے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (تفہیم البخاری جلد۵ص ۹۸) لیکن کیسی قربانی اور جذبہ اور محبت اِسلام ہے کہ درگذر سے کام لیا۔ اور مارنے والوں سے نہ تو دیت لی اور نہ انتقام لیا بلکہ اُن کو معاف کرکے اُن کی بخشش کی دُعا کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے۔

بُرے خواب سے بچاؤ کا طریقہ:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اَلرُّؤْيَا الصَّالِحَةُ مِنَ اللّٰهِ وَالْحُلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَاِذَا حَلَمَ اَحَدُكُمْ حُلُمًا يَخَافُهُ فَلْيَبْصُقْ عَنْ يَّسَارِهٖ وَيَتَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهَا فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّهٗ ۳؎ ''اچھا خواب اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی طرف سے ہے جبکہ بُرا اور پریشان (ڈراؤنا) خواب شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے جس سے وہ ڈرتا ہے تو وہ (جاگتے ہی) اپنی بائیں جانب تھوکے اور اُس کی برائی سے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کی پناہ مانگے کیونکہ اس طرح وہ اُس کو اذیت نہیں پہنچائے گا''۔ ۱؎

۱؎ ''شیطان چاہتا ہے مسلمان کو رنج ہو اور اپنے مالک کی طرف سے اِس کو بدگمانی ہو'' (تیسیر الباری جلد۴ص ۳۸۷)

جس خواب کی صورت اچھی ہوتی ہے یا تعبیر اچھی ہوتی ہے اُسے رؤیا صادقہ یا صالحہ کہا جاتا ہے اور رؤیا غیر صالحہ حلم ہے یعنی جھوٹ ہے اور یہ شیطان کی طرف منسوب ہے اور شیطانی تصرف سے ہوتا ہے جس سے وہ انسان کو غمناک کرتا ہے۔ اِس لئے بُرا خواب دیکھنے والے کو بائیں طرف تھوکنے کا حکم ہے۔

وحید الزماں صاحب اہلحدیث نے لکھا ہے ''شیطان چاہتا ہے مسلمانوں کو رنج ہو''۔ دوسری طرف مولوی محمد اسماعیل دہلوی صاحب اہلحدیث نے ''تقویۃ الایمان'' میں ''شرک فی العادت احادیث نبویہ کی روشنی میں'' کے باب میں لکھا ہے ''رسول کریم ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' یہ لوگ نبی کریم ﷺ کو بے اختیار مانتے ہیں اور شیطان کو بااختیار مانتے ہیں۔ ''صاحب تقویۃ الایمان'' نے اپنے دعوے کے لئے ایک حدیث شریف لکھی ہے۔

اَخْرَجَ فِی شَرْحِ السُّنَّةِ عَنْ حُذَيْفَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَآءَ مُحَمَّدًا وَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۴؎ حدیث شریف لکھنے کے بعد تحریر کیا ہے۔

مشکوٰۃ کے ''باب الاسامی'' میں لکھا ہے کہ شرح السنۃ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ نے کہ پیغمبر خدا نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے اللہ اور محمدؐ اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط۔ (من وعن)

آگے فائدہ لکھا ہے:

فائدہ: یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اُس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں پس اِس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملایئے گو کتنا ہی بڑا اور کیسا

۳؎ بخاری جلد۱ص ۶۵۴، فتح الباری جلد۶ص ۴۱۷، عمدۃ القاری جلد۸ جز۱۶ص ۱۷۹۔ ۴؎ شرح السنۃ جلد۶ص ۴۰۵، ابن حبان حدیث نمبر ۱۹۹۸۔

ہی مقرب ہو۔ مثلاً یوں نہ بولے اللہ و رسول چاہے گا تو فلاں کام ہو جائے گا کیونکہ سارا کاروبار جہان اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔

محولہ بالا حدیث شریف، شرک ثابت کرنے کے لئے بیان کی گئی ہے حالانکہ نبی کریم ﷺ نے تو تعلیم فرمائی ہے اور ایسا کہنے پر شرک کا فتویٰ نہیں لگایا۔ مزید یہ کہ صاحب مشکوٰۃ نے اِس حدیث شریف کو منقطع بیان کیا ہے۔ اور صاحبِ شرح السنۃ نے بھی اِس حدیث شریف کی سند کو منقطع لکھا ہے۔

یہ حدیث شریف کئی اور کتب میں بھی موجود ہے۔ مسند احمد جلد۵ ص۲۷ٗ دارمی جلد۲ ص ۲۹۵ٗ مستدرک حاکم جلد۳ ص ۴۰۶ٗ حدیث نمبر ۴۶۳ٗ مجمع الزوائد جلد۷ ص ۲۰۸ٗ شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۰۵ٗ مشکوٰۃ حدیث ۴۷۷۹ٗ مرقاۃ جلد۹ ص ۲۸۔

صاحبِ ''تقویۃ الایمان'' نے منقطع حدیث کو نقل کر کے لوگوں کو مغالطہ میں مبتلا کیا ہے اور خود خیانت سے کام لیا ہے کہ شرح السنۃ اور مشکوٰۃ سے حدیث شریف نقل کر کے یہ نہیں لکھا کہ یہ حدیث منقطع ہے [۵]

صاحبِ ''تقویۃ الایمان'' نے خوفِ خدا نہ ہونے کا ثبوت بھی پیش کیا ہے کہ وہ حدیث شریف جس کی سند منقطع نہیں ہے وہ ترک کر دی۔ وہ حدیث شریف جو نام نہاد ''تقویۃ الایمان'' کتاب میں لکھی گئی ہے۔ مندرجہ ذیل کتب میں اِس کے ساتھ ہی وہ حدیث شریف ہے جس کی سند منقطع نہیں ہے۔

مشکوٰۃ حدیث نمبر ۴۷۷۸ٗ مجمع الزوائد جلد۷ ص ۲۰۸ٗ مستدرک حاکم جلد۳ حدیث نمبر ۳۶۲ٗ شرح السنۃ جلد۶ ص ۴۰۵ٗ مسند احمد جلد۵ ص ۳۸۴ٗ ۳۹۴ٗ ۳۹۸ٗ السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۳ ص ۲۱۶ٗ مصنف ابن ابی شیبہ جلد۹ ص ۱۱۷ٗ جلد۱۰ ص ۳۴۶ٗ (طبع قدیم) جلد۷ ص ۹۲ٗ باب ۶۸ حدیث نمبر ۱ جلد۶ ص ۲۶۴ٗ باب ۲۳۱ٗ حدیث نمبر ۲ٗ (طبع جدید) ابوداؤد حدیث نمبر ۴۹۸۰ٗ درمنثور جلد ۱ ص ۳۵ٗ (طبع قدیم) جلد ۱ ص ۸۸ (طبع جدید)۔

محولہ بالا کتب میں وہ حدیث بیان ہے جس کی سند منقطع نہیں۔ وہ حدیث شریف یہ ہے:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہےٗ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **لَا تَقُوْلُوْا مَاشَآءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ** ''یہ نہ کہو جو چاہا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے اور جو چاہا فلاں نے بلکہ یہ کہو جو چاہا اللہ (تبارک وتعالیٰ) نے پھر چاہا فلاں نے''۔

یہاں رسول کریم ﷺ آدابِ تعلیم سکھا رہے ہیں کہ **مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ فُلَانٌ** واؤ جمع کر کے ساتھ نہ کہو بلکہ **ثُمَّ شَاءَ فُلَانٌ** کہو تا کہ معلوم ہو کہ مشیّتِ الٰہی مقدم ہے اور مشیّتِ عبد تابع ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ''جب کسی وعدہ یا آئندہ خبر کو تم اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیّت پر موقوف کرو اور ساتھ ہی کسی اور کے ارادہ کا بھی ذکر کرو تو ربّ و مربوبٗ خالق و مخلوق کے نام واؤ سے نہ ملاؤ کہ اِس میں مساوات کا احتمال ہے بلکہ ''ثم'' کہو کہ ثم کی تراخی سے ربوبیت اور عبدیت کا فرق معلوم ہو جائے۔ ربّ کا ذکر پہلےٗ اور بندے کا بعد میںٗ بیچ میں ثم ہو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیّت و ارادہ دائمی قدیم ہے اور ذاتی ہےٗ بندے کی مشیّتِ حادث ہے اور ربّ کی مشیّت کے تابع ہے۔ **وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ** o (التکویر:۲۹) ''اور تم کیا چاہو مگر یہ کہ چاہے اللہ (تبارک وتعالیٰ) سارے جہانوں کا ربّ''۔ یعنی تم بغیر پروردگارِ عالم کے چاہے کچھ نہیں چاہ سکتے۔

اِس آیتِ مبارکہ میں یہ بتایا ہے کہ انسان اگرچہ اپنے اختیاری کام میں مختار ہے لیکن اِنسان کا اختیار مستقل نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی مشیّت کے تابع ہے۔ دنیا کا کام ربِّ ذوالجلال

[۵] منقطع وہ حدیث ہے جس کے سلسلہ اسناد سے کوئی راوی چھوٹ جائے اور وہ غیر صحابی ہو یا راوی کا ذکر آئے اور ''مجہول الحال ہو''۔ اصطلاحاً وہ حدیث شریف جس کی سند متصل نہ ہو اور انقطاع کی صورت خواہ کوئی ہو، اُسے منقطع کہتے ہیں۔ یعنی ہر وہ سند جس میں سلسلہ روایت کسی بھی مقام پر کسی بھی طور پر متصل نہ رہے، منقطع کہلائے گی۔ یہ انقطاع سند کے شروع میں ہوٗ آخر میں ہو یا درمیان میں ایک راوی ساقط ہوا ہو یا دو۔

www.seedharastah.com

کی مشیّت وارادہ سے ہے مگر اُس کی پسندیدگی سے نہیں۔

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمانا **لَا تَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدًا وَقُولُوا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ** اِس فرمان عالی شان میں نبی کریم ﷺ کی انتہائی تواضع اور غایت درجہ منکسر المزاجی ہے۔ کیونکہ کسی اور کے ذکر کرنے کی بالتبع اجازت فرمائی ہے۔

اُمّ المؤمنین حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **یَا عَائِشَةُ لَوْ شِئْتُ لَسَارَتْ مَعِی جِبَالُ الذَّهَبِ** ٦ "اے عائشہ میں چاہتا تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے"۔

یہ ہے تصرف واختیار' یہ ہے حکومت واقتدار' جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کی تواضع کو بے اختیار اور کچھ نہ کرسکنا بیان کرکے ایمانی اندھے پن کا اظہار ہے۔

حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ سورۃ الکہف میں بیان ہے جنہوں نے کشتی توڑی' بچے کو قتل کیا' اور دیوار بنادی پھر فرمایا: یہ تمام کام میں نے کیوں کئے؟ کشتی کے بارے میں فرمایا:۔ **فَاَرَدْتُّ اَنْ اَعِيْبَهَا** "میں نے چاہا اِس کو عیب دار کر دوں"۔ لڑکے کے بارے میں فرمایا:۔ **فَاَرَدْنَآ اَنْ يُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا ۝** "سو ہم نے چاہا کہ اُنہیں اُن کا پروردگار اِس کے بدلے اِس سے بہتر پاکیزگی والا اور اِس سے زیادہ محبت اور پیار والا بچہ عنایت فرمائے"۔

معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندوں کی چاہت سے بھی کائنات کا نظام بدلتا ہے اور اللہ عزّوجلّ اپنے بندوں کی چاہت کی قدر کرتا ہے یہ نہیں کہ "رسول کریم ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا"۔

٦ شرح السنۃ جلد۱۴ص۴۰ (طبع جدید) جلد۱۳ص۲۴۸ (طبع قدیم)' مشکوٰۃ حدیث نمبر۵۸۳۵' مجمع الزوائد جلد۹ص۱۹' کنز العمال حدیث نمبر۳۰۲۰۲۸' مرقاۃ جلد۱۰ ص۴۹۹۔

(صفحہ نمبر ۱۵ کا بقیہ)

یہ کون صاحب ہیں؟ وہ کہتا ہے (حضرت) محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ جو ہمارے پاس ربّ کی طرف سے نشانیاں لائے ہم نے اُن کی تصدیق کی۔ تب کہا جاتا ہے کیا تو نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو دیکھا ہے؟ وہ کہتا ہے کوئی اللہ (تبارک وتعالیٰ) کو نہیں دیکھ سکتا۔ پھر دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے وہ اُدھر دیکھتا ہے کہ بعض بعض کو کچل رہی ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ اِدھر دیکھ جس سے تجھے اللہ نے بچالیا پھر جنت کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے تو وہ اُس کی تروتازگی کی طرف اور جو اُس میں ہے دیکھتا ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے تو یقین پر تھا۔ اِسی پر مرا اور انشاء اللہ اِسی پر اُٹھے گا۔ بُرا آدمی اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے۔ حیران وپریشان' اُس سے کہا جاتا ہے تو کس دین میں تھا؟ وہ کہتا ہے مجھے نہیں خبر۔ پھر کہا جاتا ہے یہ صاحب کون ہیں؟ وہ کہتا ہے' میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سُنا وہ میں نے بھی کہا تھا۔ تب اُس کے سامنے جنت کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے وہ وہاں کی تروتازگی اور جو کچھ اُس میں ہے دیکھتا ہے پھر اُس سے کہا جاتا ہے وہ دیکھ جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تجھ سے پھیر دیا۔ پھر دوزخ کی طرف کھڑکی کھولی جاتی ہے۔ دیکھتا ہے کہ بعض بعض کو کچل رہی ہے پھر کہا جاتا ہے یہ ہے تیرا ٹھکانہ' تو شک پر تھا اِس پر مرا اِسی پر انشاء اللہ اُٹھے گا"۔

ذبیحہ حلال ہے:۔ (دوفتوے)

اِس کتاب میں یہ سچائی بیان کی گئی ہے کہ بلاشبہ وہ جانور حلال ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ کا نام لے کر شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہو اگرچہ اُس کا ثواب اولیاء اللہ رحمہم اللہ تعالیٰ کو ہدیہ کرنا مقصود ہو زیر نظر کتاب میں دو فتوے شائع کئے گئے ہیں ایک فتویٰ امام اہلسنّت مجدّدِ دین وملّت الشاہ احمد رضا قادری بریلوی علیہ الرحمہ کی طرف سے ہے اور دوسرا فتویٰ علامۃ الہند مولانا معین الدین اجمیری قدس سرہ العزیز کی طرف سے ہے۔ بمطابق ادارہ "رضا اکیڈمی" دوسرا فتویٰ پہلی مرتبہ شائع ہو رہا ہے۔ ہدیہ: ۲۰ روپے ڈاک ٹکٹ

ملنے کا پتا: رضا اکیڈمی' رضا چوک' رضا مسجد محبوب روڈ' چاہ میراں لاہور

اِعتکاف

از: صدرالافاضل حضرت سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

لغت میں ''اِعتکاف'' کے معنی حبس ومکث کے ہیں یعنی رُکنے اور باز رہنے کے ہیں۔ اِصطلاحِ شرع میں ''اِعتکاف'' مسجد میں مع نیّت کے ٹھہرنے اور اِس کو علیٰ وجہ مخصوص لازم کر لینے کا نام ہے۔ رمضان المبارک کے عشرہ اخیرہ کا اِعتکاف سُنّت مؤکّدہ اور اِس کے ماسوا مستحب، البتہ اگر نذر کرلے تو واجب ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے عشرہ آخرہ کے اعتکاف پر مواظبت فرمائی۔

حضرت سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' فرماتی ہیں' اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ کَانَ یَعْتَکِفُ الْعَشَرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاہُ اللّٰہُ ثُمَّ اعْتَکَفَ اَزْوَاجُہٗ مِنْ م بَعْدِہٖ [۱] ''نبی کریم ﷺ رمضان المبارک کے عشرۂ آخرہ میں اِعتکاف فرمایا کرتے تھے حتیٰ کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ ﷺ کو وفات دی، پھر آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن نے اِعتکاف کیا''۔

اِعتکاف کے لئے چند شرطیں ہیں، اُن میں سے ایک نیّت ہے، چنانچہ بلانیّت اِعتکاف کرنا بالاجماع ناجائز ہے۔ [۲] ایک شرط مسجدِ جماعت ہے، اِس لئے اعتکاف ہر اُس مسجد میں صحیح ہے جس میں اذان وتکبیر ہوتی ہو، مسجد حرام (خانہ کعبہ) میں اِعتکاف افضل ہے، پھر مسجد النبی (ﷺ) میں، پھر بیت المقدس میں، پھر جامع مسجد میں، پھر جس مسجد میں نمازی زیادہ ہوں۔ عورت گھر کی مسجد میں اور اگر گھر میں مسجد نہ ہو تو گھر میں کسی جگہ کو مسجد قرار دے کر اِعتکاف کرے، یہ جگہ اُس کے لئے مسجدِ جماعت کا حکم رکھتی ہے، حتیٰ کہ سوائے حاجتِ انسانی کے اُس جگہ سے نہ نکلے، عورت کے لئے مسجدِ جماعت میں اِعتکاف مکروہ ہے۔

اِعتکاف کی شرائط میں سے روزہ بھی ایک شرط ہے مگر اِعتکافِ واجب کے لئے۔ ''ظاھر الروایۃ'' میں ہے کہ اِعتکاف نفل کے لئے روزہ شرط نہیں۔ [۳] اور اِس کی ادنیٰ مقدار کے لئے کوئی اندازہ نہیں، یہاں تک کہ اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہوا اور اُس نے نکلنے تک کے لئے اِعتکاف کی نیّت کر لی تو صحیح ہے۔ اِعتکاف کے لئے اِسلام وعقل اور جنابت وحیض ونفاس سے پاک ہونا بھی شرط ہے، اِس لئے کہ کافر تو عبادت کا اہل نہیں اور مجنون نیّت کا اہل نہیں، جنبی اور حیض ونفاس والی عورتوں کو مسجد میں آنے کی اجازت نہیں، اِعتکاف کی صحت کے لئے بلوغ شرط نہیں، ہوشیار بچہ کا اِعتکاف بھی صحیح ہے۔ [۴]

اِعتکاف کے آداب ومحاسن:

مستحب ہے کہ معتکف نیک باتوں کے سوا کلام نہ کرے اور رمضان المبارک میں دس روزہ اِعتکاف کرے اور افضل مساجد میں معتکف ہو، قرآنِ مجید کی تلاوت اور حدیث وفقہ کا پڑھانا اور حضور نبی کریم ﷺ اور دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام کے پاک حالات پڑھنا، دیکھنا، سننا، سنانا، صالحین کے احوال کا ذکر کرنا لازم رکھے۔ [۵]

اگر ایسی باتیں کیں جن میں گناہ نہیں تو جائز ہے، معتکف اپنی جان کو بالکل عبادتِ الٰہی میں صرف کرتا ہے اور اپنے نفس کو دنیا میں مشغول ہونے سے بچاتا ہے اور تمام اوقات حقیقتاً یا حکماً نماز میں صرف کرتا ہے کیونکہ اِعتکاف کا مقصدِ اصلی نماز کی جماعتوں کا انتظار کرنا ہے، نماز کے انتظار کرنے والے کو اللہ تبارک وتعالیٰ نماز ہی کا ثواب دیتا ہے۔ [۶]

مفسداتِ اِعتکاف:

☆ اِعتکاف کرنے والا اِعتکاف کی جگہ سے رات یا دن میں کسی وقت بھی بغیر عذر کے نہ نکلے، اگر ایک گھڑی بلا عذر باہر نکلا

---

[۱] مشکوٰۃ المصابیح' کتاب الصوم' باب الاعتکاف' الفصل الاول (برقم: ۱/۲۰۹۷)۔ [۲] الفتاویٰ الھندیۃ (۱/۲۱۱، کتاب الصوم' الباب السابع) میں ہے: واما شروطہ فمنھا: النیہ، ولو اعتکف بلانیۃ لا یجوز بالاجماع ''مگر اعتکاف کی شرطیں، تو ان میں ایک شرط نیّت ہے اور اگر بلانیت اعتکاف کیا تو بالاجماع جائز نہیں''۔ [۳] یہ ائمہ ثلاثہ کا قول ہے، کما فی الھندیۃ (۱/۲۱۱)۔ [۴] الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۲۲۱۔ [۵] الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۲۱۲۔ [۶] الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۲۱۲

اِعتکاف فاسد ہوگیا، خواہ یہ نکلنا قصداً ہو یا بھول کر۔

☆ عورت اپنے اِعتکاف کی جگہ سے نکل کر مکان میں نہ آئے اگرچہ اِعتکاف کی جگہ گھر کا کوئی گوشہ ہو، وہیں رہنا چاہئے۔ے

☆ ادائے جمعۃ المبارک جامع مسجد جانا جائز ہے لیکن ضرورت سے زیادہ وقت نہ خرچ کرے، کھانے پینے سونے کے لئے نکلنا جائز نہیں کیوں کہ معتکف کے لئے مسجد میں اِن باتوں کی اجازت ہے۔

☆ معتکف مریض کی عیادت اور جنازہ کی شرکت کے لئے نہ نکلے، اگر نکلا' اِعتکاف فاسد ہوگیا۔

یہ تمام اَحکام اِعتکافِ واجب میں ہیں اور اِعتکاف نفل میں عذر و بے عذر نکلنا جائز ہے۔ معتکف پر جماع اور اُس کے دواعی مباشرت، لمس، معانقہ وغیرہ حرام ہیں، احتلام سے اِعتکاف فاسد نہیں ہوتا، غسل کے لئے مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

ممنوعات:

خاموشی جس کو معتکف عبادت سمجھے مکروہ ہے اور اگر عبادت نہ سمجھے تو مکروہ نہیں لیکن معاصی (گناہوں) سے زبان کو بچانے کے لئے خاموش رہنا، اعظم عبادت ہے۔

معتکف کے لئے بیع اور شراء (خرید وفروخت) کھانے کی اور ضروری (اشیاء) کی جائز ہے لیکن تجارت کے کاروبار کا جاری رکھنا اور مقامِ اِعتکاف کو تجارت گاہ بنالینا مکروہ ہے۔ معتکف کو خوشبو اور سر میں تیل لگانا جائز ہے۔

اِعتکافِ واجب کے فاسد ہونے سے اُس کی قضاء واجب ہوجاتی ہے۔

صدقۂ فطر:

صدقۂ فطر ہر آزاد مسلمان پر واجب ہے، جو مقدارِ نصاب کا مالک ہو بشرطیکہ یہ مقدار حاجتِ اصلیہ سے فاضل ہو، صدقۂ فطر نصف صاع (آج کل کے تول سے دو سیر تین چھٹانک چھ ماشہ) گیہوں یا گیہوں کا آٹا یا ایک صاع (چار سیر چھ چھٹانک بارہ ماشے) جَو یا کھجور ہے۔ آٹا یا دلیا گیہوں سے بہتر ہے اور قیمت دینا سب سے افضل۔ صدقۂ فطر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے، جو اِس سے پہلے مر گیا اُس پر صدقہ واجب نہیں اور جو اِس سے پہلے پیدا ہوا، اُس کا صدقہ واجب ہے۔

روزِ عید سے پہلے بھی صدقۂ فطر دینا جائز ہے، وہ بوڑھا یا مریض جس سے روزہ ساقط ہوگیا، صدقۂ فطر اُس پر بھی واجب ہے۔

مستحب یہ ہے کہ فطرہ عید گاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے، فطرہ اپنا اور اپنے چھوٹے بچے کا (جو مقدارِ نصاب کا مالک نہ ہو) واجب ہے، معتوہ اور مجنون بھی صغیر کے حکم میں ہے۔

زوجہ اور بڑی اولاد کا صدقہ اُنہیں کے ذمہ ہے، شوہر یا باپ پر نہیں، اگر اُنہوں نے ادا کر دیا تو بھی جائز ہے، ایک شخص کا فطرہ جماعت کو اور جماعت کا ایک شخص کو دینا جائز ہے، فطرہ کے مَصرَف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصرف ہیں، مسکین فقیر وغیرہ۔

عید کے مسائل

عید کی سنتیں:

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، عید گاہ کو پیادہ پا جانا، ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے واپس آنا، عید الفطر میں عید گاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز کھجور وغیرہ کھانا، (اسی بناء پر ہمارے ملک میں سوّیاں مروّج ہیں کہ کھانا شیریں ہو اور سُنّت بھی ادا ہوجائے) اور عید الاضحیٰ سے قبلِ نماز کچھ نہ کھانا۔

مباحات و مستحبات:

صدقہ کی کثرت کرنا، باہم ملنا، مبارک باد دینا، خوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ اور معانقہ کرنا۔ راہ میں تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ، لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ آہستہ

ے الفتاویٰ الھندیۃ ۱/۲۱۲۔

پڑھنا مستحب ہے۔

نمازِ عید:

عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل، بالغ، مقیم، تندرست پر شہر (اور قصبے) میں واجب ہے۔ جمعۃ المبارک اور عید دونوں کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں، مگر یہ فرق ہے کہ جمعۃ المبارک میں خطبہ شریف فرض ہے اور عیدین میں سُنّت، دوم جمعۃ المبارک میں خطبہ شریف نماز سے قبل ہوتا ہے اور عیدین کی نماز کے بعد۔ اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبہ شریف نہ پڑھا یا نماز سے قبل پڑھ لیا، دونوں صورتوں میں نماز تو ہوگئی مگر یہ شخص گناہ گار ہوگا۔ نمازِ عید، نمازِ جنازہ پر مقدم کی جائے اور نمازِ جنازہ خطبہ شریف پر۔

عید کی نماز کا وقت:

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر (ایک) نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے، اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آگیا تو نماز فاسد ہوجائے گی۔

نمازِ عید کی ترکیب:

نیّت: نیّت کی میں نے دو رکعت نماز واجب عیدالفطر مع چھ واجب تکبیروں کے، اللہ عزّوجلّ کے واسطے کعبہ رو ہوکر **اَللّٰہُ اَکْبَرُ**، نیّت کرکے زیرِ ناف ہاتھ باندھ لیں اور پورا **سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ** پڑھ کر امام کے ساتھ کانوں کی لَو تک ہاتھ اُٹھائیں اور **اَللّٰہُ اَکْبَرُ** کہہ کر چھوڑ دیں، اِسی طرح تین تکبیریں کہیں پھر تیسری تکبیر پر ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں امام کی قرأت کے بعد اُسی طرح تین تکبیریں کہیں اور ہر مرتبہ کانوں کی لَو تک ہاتھ اُٹھا کر چھوڑ دیں، چوتھی مرتبہ تکبیر کہتے ہوئے رکوع میں جائیں اور ہاتھ نہ اُٹھائیں باقی نماز حسبِ معمول۔ (پہلی رکعت میں ثناء کے بعد اور قرأت سے پہلے، جب کہ دوسری رکعت میں قرأت کے بعد اور رکوع سے پہلے زائد تکبیریں کہی جائیں گی۔)

اگر عید گاہ میں ایسے وقت پہنچے کہ امام نے تکبیروں سے فارغ ہوکر قرأت شروع کردی تھی تو تم نماز میں شریک ہوجاؤ اور فوراً تکبیریں کہو اور اگر امام کے رکوع میں جانے سے قبل تکبیریں نہ کہہ سکے تو رکوع میں تکبیریں کہہ لو مگر ہاتھ نہ اُٹھاؤ جس نے امام کو قومہ میں پایا وہ تکبیریں نہ کہے، اِس لئے کہ رکعت اولیٰ کو مع تکبیرات قضاء کرے گا۔ جب امام تشہد پڑھ چکا، ابھی سلام نہیں پھیرا یا سلام پھیر دیا، ابھی سہو کا سجدہ نہیں کیا ہے یا سجدہ کرلیا لیکن سلامِ آخر نہیں پھیرا ہے، ایسی حالت میں جو شخص پہنچا اُس کو چاہئے کہ امام کے ساتھ شریک ہوجائے اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد نماز پوری کرے۔ اگر امام عید کی تکبیریں بھول جائے اور قرأت شروع کردے تو بعد قرأت کے تکبیریں کہے یا رکوع میں کہے، جب تک کہ سر نہ اُٹھایا ہو، اگر امام تکبیریں چھوڑ دے یا کم کردے یا زیادہ کردے یا غیر محل میں کہے، اُس پر سجدہ سہو واجب ہے۔

عید کے روزے:

شوال المکرّم کے چھ دن کے روزے جنہیں لوگ ''شش عید کے روزے'' کہتے ہیں، اُن کا رکھنا سُنّت اور احادیث میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، افضل یہ ہے کہ چھ روزے متفرق کرکے پورے مہینہ میں رکھے جائیں اور اگر عید کے بعد ہی لگاتار چھ دن میں ایک ساتھ رکھ لئے جائیں تب بھی کوئی حرج نہیں۔

خوبصورت مجموعۂ خطبات

خطباتِ محدثِ اعظم حضرت علامہ ابوالفضل محمد سردار احمد صاحب قدس سرہ العزیز

مع مختصر سوانح حیات

ترتیب و پیشکش: محمد حفیظ نیازی صاحب (مدیر ماہنامہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم)

ہدیہ: ۸۰ روپے

ملنے کا پتا: ادارہ رضائے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زینت المساجد' چوک دارالسلام گوجرانوالہ۔

تعلیم شریعت وطریقت

بحوالہ

کشف المحجوب

(ادارہ)

سوال: کیا ایسا ہوتا ہے کہ کوئی ولی اللہ زندہ ہو تو لوگ اُس سے بے خبر ہوں مگر جب وہ فوت ہو تو اُس کی ولایت کی خوشبو چار دانگ عالم میں پھیل جائے؟

جواب: ایسا اکثر ہوتا ہے۔ماضی میں اِس کی مثالیں موجود ہیں۔ایسی برگزیدہ ہستیوں میں حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ بھی ہیں۔حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ تحقیق و کرامت کی کشتی اور شرف ولایت کے خزانہ تھے۔آپ اپنی قوم کے سرداروں اور طریقت کے اُن بزرگوں اور باخبروں میں سے تھے جو مصیبت اور ملامت کے طریقہ پر چلتے تھے۔اہلِ مصر عموماً آپ کے متعلق حیران اور آپ کے احوال کے منکر تھے اور مرنے تک کسی نے آپ کے حال و جمال کو نہیں پہچانا۔کہتے ہیں جس رات آپ نے دنیا سے رحلت فرمائی تو ستر اشخاص نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا' آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے دوست ذوالنون آیا چاہتے ہیں ہم اُن کے اِستقبال میں کھڑے ہیں اور یہ بھی روایت ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے آپ کی پیشانی پر لکھا ہوا دیکھا' هٰـــذا حَبِيْبُ اللهِ مَاتَ فِيْ حُبِّ اللهِ قَتِيْلُ اللهِ ''یہ اللہ(عزوجل) کا محبوب ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں شہید ہو کر فوت ہوا''۔جب آپ کا جنازہ اُٹھایا تو پرندے آپ کے جنازے پر جمع ہوئے اور پَر سے پَر ملا کر آپ کے جنازے پر سایہ ڈالا۔یہ دیکھ کر سب مصر والے اپنے کئے پر پشیمان ہوئے اور جو جور و ستم آپ پر کئے تھے اُن سے توبہ کی۔

سوال: عارف کی شان کیا ہے؟

جواب: حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اَلْعَارِفُ كُلَّ يَوْمٍ اَخْشَعَ لِاَ نَّهٗ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنَ الرَّبِ اَقْرَبُ ''عارفِ الٰہی ہر روز زیادہ گڑگڑاتا ہے کیونکہ وہ ہر ساعت اپنے رب کے قریب ہوتا ہے''۔اور جو شخص زیادہ نزدیک ہوتا ہے لامحالہ اُس کی حیرت اور گڑگڑاہٹ زیادہ ہوتی ہے۔اِس لئے کہ حق تبارک وتعالیٰ کی سلطنت کی ہیبت سے وہ آگاہ ہوتا ہے اور جلالِ الٰہی اُس کے دل پر غالب آتا ہے وہ اپنے آپ کو اُس سے دور دیکھتا ہے اور اُس کے وصل کی کوئی صورت نہیں پاتا۔اِس لئے اُس کا خضوع وخشوع اور گڑگڑانا اور بڑھتا چلا جاتا ہے۔

سوال: عارف اور بے علم میں کیا فرق ہے؟

جواب: عارف میں عاجزی اور خوفِ خدا ہوتا ہے جبکہ جاہل عاجزی اور خوفِ خدا سے خالی ہوتا ہے۔عاجزی اور خوفِ الٰہی کے بغیر اللہ تبارک تعالیٰ کی معرفت حاصل نہیں ہوتی۔حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے مکالمہ میں یوں عرض کیا، يَا رَبِّ اَيْنَ اَطْلُبُكَ؟ ،اے میرے پروردگار میں تجھ کو کہاں تلاش کروں؟ تو ربّ کائنات نے فرمایا: ٹوٹے ہوئے دلوں میں جو شکستہ حال ہیں۔'' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا ،اے میرے رب میرے دل سے بڑھ کر کوئی ٹوٹا ہوا اور شکستہ حال نہیں ہے تو ربِّ کائنات نے فرمایا پھر میں ٹوٹے ہوئے دل میں ہوں۔

سوال: معرفت کی علامت کیا ہے؟

جواب: معرفت کی علامت سچی ارادت (اور محبتِ حق) ہے۔اور سچی محبتِ الٰہی بندہ کے تمام اسباب کو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا اُس کے تمام رشتوں کو توڑنے والی ہے۔مطلب یہ ہے کہ عارف کا قلبی اور حقیقی تعلق ربِّ کائنات سے ہوتا ہے۔دنیا کے تعلقات کی بنیاد اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اطاعت پر ہوتی ہے۔

سوال: درویش کون ہوتا ہے؟

جواب: درویش وہ ہوتا ہے جو آپ ﷺ کے اُسوۂ حسنہ کے

مطابق اپنی زندگی گزارے اور صحیح معنوں میں رسول کریم ﷺ کا اتباع کرے۔

واقعہ: ایک روز آپ احباب، دوستوں اور مریدوں کے ساتھ کشتی میں سوار ہو کر جا رہے تھے، اتفاق سے سامنے سے ایک کشتی آ رہی تھی جس میں ایسے لوگ بیٹھے ہوئے تھے جو گانے بجانے والے گروہ سے تعلق رکھتے تھے، انہوں نے شرارتیں اور شور و غل برپا کر رکھا تھا۔ آپ کے مریدوں کو اُن سے نفرت ہوئی اور کہنے لگے' اے شیخ اِن کے لئے بددُعا کریں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو غرق کرے اور معاشرہ اِن کی بیہودگی سے نجات پائے۔ حضرت ذو النون مصری رحمۃ اللہ علیہ کشتی میں کھڑے ہوئے اور دُعا کی اے اللہ (عزوجل) جیسا کہ یہ لوگ اِس جہاں میں بے فکر اور خوش ہیں اِن لوگوں کو اُس جہاں (آخرت) میں بھی اچھی زندگی عطا فرمانا۔ آپ کے مریدین آپ کے اِس کلام کو سن کر بڑے متعجب ہوئے، جب وہ کشتی اور نزدیک آئی اور اُن کی نظر حضرت ذوالنون علیہ الرحمہ پر پڑی تو وہ رونے لگے' ایسی وجدانی کیفیت طاری ہوئی کہ اپنے ساز باجے گاجے سب توڑ دیئے اور توبہ کر کے رجوع الی اللہ ہو گئے۔ آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا: آخرت کی اچھی زندگی دنیا کی توبہ ہے تم نے دیکھ لیا سب کی مراد حاصل ہو گئی، تم اور اِن سب لوگوں نے مراد پالی۔ کسی کو کوئی رنج نہ پہنچا۔ اِس پیرِ حقانی کا کلام نہایت شفقت پر دلالت کرتا ہے۔ اِس حضرت ذوالنون مصری علیہ رحمہ نے آپ ﷺ کی اقتداء کی۔ کفار جس قدر حضور نبی ﷺ پر ظلم وستم کرتے آپ ﷺ رنجیدہ اور خفا نہ ہوتے بلکہ فرماتے **اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ**۔ ''اے میرے اللہ (جل جلالہ) میری قوم کو ہدایت عطا فرما کیونکہ یہ مجھے نہیں جانتے''۔

سوال: عمل کرنے والوں کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: عمل کرنے والوں کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ لوگ ہیں جو کام کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے کام کر رہے ہیں حالانکہ وہ یہ کام اپنے لئے کرتے ہیں اگرچہ اُن کی خواہش نفسانی اِس کام سے منقطع ہوتی ہے لیکن عالم عقبیٰ کی ہوس اُنہیں ضرور ہوتی ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو عالم عقبیٰ کے ثواب اور عذاب کا ارادہ اور عالمِ دنیا کی ریاکاری اور دکھاوا اُن کے عمل سے بالکل الگ ہوتا ہے اور وہ جو کچھ بھی کرتے ہیں حکم الٰہی کی تعظیم کے لئے کرتے ہیں اور محض حق تعالیٰ کی محبت ہی فرمانِ باری تعالیٰ کی تعمیل میں اُن کی اپنی غرض کو چھوڑنے کی متقاضی ہوتی ہے۔

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے ایک بوڑھی عورت کو دیکھا جس کے ہاتھ میں نوکدار لاٹھی تھی اور اُونی جبّہ پہنے ہوئے تھی میں نے پوچھا! آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟ اُنہوں جواب دیا، اللہ کی طرف سے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے پاس کچھ دینار تھے' میں نے وہ نکالے اور اُسے دینا چاہا لیکن اُس نے ہاتھ ہلا کر کہا: اے ذوالنون! یہ خیال جو تو نے میرے متعلق کیا ہے تیری عقل کی کمزوری کی وجہ سے ہے۔ میں تو اللہ رب العالمین کا کام کرتی ہوں، اُس کے سوا نہ تو کسی سے کچھ لیتی ہوں اور نہ اُس کے سوا کسی کو پوجتی ہوں۔ یہ بات کہہ کر وہ چلی گئی۔ اِس حکایت میں ایک لطیف رمز ہے کہ اُس بڑھیا نے کہا کہ میں اُس کے لئے کام کرتی ہوں اور یہ بات ذاتِ حق سے اُس کی سچی محبت کی دلیل ہے اور یہ بڑھیا پہلی قسم کے اعمال کرنے والے لوگوں میں سے اعلیٰ وارفع شان والی تھی۔

اولیاء اللہ کا محبتِ الٰہی کے طریقے پر چلنا کچھ اور ہی چیز ہے۔ کیونکہ وہ فرمانِ حق ادا کرنے میں دوست کے حکم کی تعمیل کو مدِ نظر رکھتے ہیں اور کسی دوسری چیز کی طرف اُن کی آنکھیں نہیں اُٹھتیں۔

سوال: کیا کبھی کوئی حیوانِ مطلق بھی انسانوں کی توبہ کا ذریعہ بن سکتا ہے؟

جواب: جی ہاں! حیوانِ مطلق بھی توبہ کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

واقعہ: حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ ایک روز شکار کے لئے نکلے اور اپنے لشکر سے جدا ہو گئے۔ ایک ہرن پر نظر پڑی اُس کے تعاقب میں دوڑے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُس ہرن کو

گویائی عطا فرمائی۔ اُس نے حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ کو نہایت فصیح زبان سے کہا: اَلِھٰذَا خُلِقْتَ اَوْ بِھٰذَا اُمِرْتَ ''کیا تم اِسی کام کے لئے پیدا کئے گئے ہو یا اِسی کام کا تمہیں حکم دیا گیا ہے''؟ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ اِس بات سے اتنا متاثر ہوئے کہ فوراً اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور میں توبہ کی اور سب امورِ سلطنت کو ترک کر کے زُہد اور ورع کا طریقہ اختیار کرلیا اور پھر حضرت فضیل بن عیاض اور حضرت سفیان ثوری رحمہما اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو کر اُن کی صحبت اختیار کی۔ امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامہ حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس رہ کر علم حاصل کیا۔ توبہ کرنے کے بعد ساری عمر آپ نے کسبِ حلال کے سوا اور کچھ نہ کھایا۔

سوال: طریقت کے علوم کے عارفین کا عقیدہ کیا ہوتا ہے؟

جواب: علومِ طریقت کے عارفین کا عقیدہ یہ ہے کہ ''اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنا دوست بنا اور لوگوں کو ایک طرف چھوڑ دو''۔ مطلب یہ کہ جب بندے کی توجہ حق تعالیٰ کی طرف درست ہو جائے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت میں وہ مخلص ہو تو پھر یہ توجہ مخلوقات سے اعراض کرنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اِس لئے کہ مخلوق کی محبت کو حق تعالیٰ کی باتوں سے کچھ واسطہ نہیں۔

سوال: بوڑھا شیطان کیا کارروائی کرتا ہے؟

جواب: احبابِ سلوک اور مجاہدینِ طریقت کو شیطان کئی شکلوں میں آ کر راستے سے ہٹانے کی کوشش کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جب میں جنگل میں پہنچا تو ایک بوڑھے شخص نے آ کر مجھ سے کہا: اے ابراہیم! تجھے معلوم ہے یہ کون سی جگہ ہے جہاں تو بغیر سفر خرچ و سواری چلا جا رہا ہے؟۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے جان لیا کہ وہ شیطان ہے۔ اُس وقت چار دانگ چاندی کے میرے پاس تھے جو کوفہ میں ایک زنبیل بُن کر اور بیچ کر حاصل کئے تھے۔ میں نے وہ بھی جیب سے نکالے اور نیچے پھینک دیئے اور میں نے مصمم ارادہ کرلیا کہ ہر میل پر چار سو رکعت نفل نماز ادا کروں گا۔ چنانچہ چار سال تک میں اُس جنگل میں رہا۔ رازقِ حقیقی وقت پر برابر روزی پہنچاتا رہا اور اِس عرصہ میں حضرت خضر علیہ السلام میرے ہمراہ رہے جنہوں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کا اِسمِ اعظم مجھے سکھایا۔ اُس وقت سے میرا دل مخلوقات سے بالکل بے نیاز ہو گیا ہے۔

سوال: صوفیاء اہلِ علم اور اہلسنّت کے نزدیک تعظیم وتوقیر اور ادب واحترام کا کیا مقام ہے؟

جواب: صوفیاء اہلِ علم اور اہلسنّت کا مذہب عقیدت واحترام اور تعظیم وتوقیر پر مبنی ہے اور اِس پر قائم رہنے میں نجات ہے۔ جب ادب و تعظیم اور عقیدت واحترام دل سے نکل جائے تو بے راہ روی اور گمراہی اپنے پنجے گاڑھ دیتی ہے۔ تعظیم کرنے پر اللہ تبارک وتعالیٰ کی خصوصی عنایات کی بارش ہوتی ہے۔

واقعہ: ایک روز حضرت بشر حافی رحمہ اللہ تعالیٰ (توبہ سے پہلے کی بات ہے) مستی میں کہیں جا رہے تھے کہ راستہ میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پایا جس پر بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم لکھا ہوا تھا۔ اُس کو آپ نے بڑی تعظیم سے اُٹھایا اور عطر لگا کر ایک پاک جگہ رکھ دیا۔ اُسی رات آپ نے خداوندِ قدوس کو خواب میں دیکھا اور اللہ عزّوجلّ نے یوں اِرشاد فرمایا: یَا بِشْرُ طَیَّبْتَ اِسْمِیْ فَبِعِزَّتِیْ لَاُ طَیِّبَنَّ اِسْمَکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ''اے بشر! تو نے میرے نام کو خوشبودار کیا۔ مجھے اپنی عزت کی قسم میں تیرے نام کو دنیا وآخرت میں خوشبودار کردوں گا''۔ جو کوئی تیرا نام سنے گا اُس کے دِل میں راحت پہنچے گی۔ تب آپ نے توبہ کی اور زہد کا طریق اختیار کیا اور اپنے ماموں حضرت علی بن حشرم علیہ الرحمہ کے مرید ہوئے۔

سوال: مرید کے لئے سب سے بڑی آفت کیا ہے؟

جواب: عمل کا ترک کرنا سب سے بڑی آفت ہے۔

سوال: کیا زندگی میں رونما ہونے والے واقعات زندگی میں انقلاب پیدا کرتے ہیں؟

جواب: یہ واقعات صرف اُن لوگوں میں انقلاب برپا کرتے ہیں

جن پر سب سے اوّل رب ذوالجلال کا کرم ہوتا ہے اور جن پر ربِّ کائنات کا کرم ہوتا ہے وہی عبرت حاصل کرتے ہیں اور ایسے بدلتے ہیں کہ روحانیت میں امام اور شیخ المشائخ ہو جاتے ہیں۔

واقعہ: حضرت سری سقطی رحمہ اللہ تعالیٰ بغداد کے بازار میں کباڑی کی دکان کرتے تھے۔ جب بغداد کے بازار کو آگ لگ گئی تو لوگوں نے آپ کو آکر بتایا کہ آپ کی دکان کو بھی آگ لگ گئی ہے۔ یہ سُن کر آپ نے فرمایا: چلو اِس کی فکر سے فارغ ہوئے۔ آگ بجھنے کے بعد لوگوں نے دیکھا کہ آپ کی دکان نہیں جلی۔ البتہ اُس کے چاروں طرف کی تمام دکانیں جل گئی تھیں۔ جب آپ نے دیکھا تو جو کچھ دکان میں تھا سب درویشوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم فرما دیا اور خود تصوّف کا راستہ اختیار کر لیا۔ آپ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ تعالیٰ کے مرید تھے۔ حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ تعالیٰ کے ماموں تھے۔ مشائخِ عراق میں سے بہت سے بزرگ آپ کے مرید ہیں۔ آپ نے حضرت حبیب سلیم الراعی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا اور اُن کی صحبت سے استفادہ کیا۔ تمام علومِ ظاہری اور تصوّف میں آپ کی بہت بڑی شان ہے۔ آپ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے مقالاتِ طریقت کی ترتیب اور احوالِ عارف کے بسط و وضاحت میں غور و فکر کیا۔

سوال: اطاعت گزار بندوں کی زندگی اور موت کیسی ہوتی ہے؟

جواب: حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم الازدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جَعَلَ اللّٰهُ اَهْلَ طَاعَتِهٖ اَحْيَآءً فِيْ مَمَاتِهِمْ وَاَهْلَ الْمَعَاصِيْ اَمْوَاتًا فِيْ حَيَاتِهِمْ ''اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے اطاعت گزار بندوں کو اُن کی موت کے بعد بھی زندہ کر دیا ہے اور نافرمان اور گنہگار بندوں کو اُن کی زندگی میں مردہ بنا دیا ہے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمانبردار بندہ اگرچہ مر چکا ہو مگر وہ زندہ ہوتا ہے۔ فرشتے اُس کی فرمانبرداری پر ہمیشہ ہمیشہ آفرین کہتے رہتے ہیں اور اُس کا ثواب دائمی ہوتا ہے بس وہ اپنی موت کے بعد بھی اپنی ہمیشہ رہنے والی جزا کے ساتھ باقی و زندہ رہتا ہے۔

سوال: کیا توبہ کا کوئی وقت نہیں ہے؟

جواب: توبہ کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے جب تک سورج مغرب سے طلوع نہیں ہوتا توبہ کا دروازہ کھلا ہے جس عمر میں بھی توبہ کی جائے اللہ تبارک وتعالیٰ قبول فرماتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بوڑھا شخص حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم ازدی رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس حاضر ہوا اور کہنے لگا اے شیخ! میں بہت گنہگار رہوں میں چاہتا ہوں کہ توبہ کروں۔ آپ نے فرمایا تو بہت دیر سے آیا ہے۔ بوڑھے نے کہا نہیں! میں تو بہت جلد آ گیا ہوں۔ آپ نے دریافت فرمایا یہ کیسے؟ اُس نے عرض کیا جو شخص موت سے پہلے آ جائے اگرچہ دیر بعد آئے وہ جلدی ہی آیا ہوتا ہے۔

سوال: اگر کوئی چھوٹا آدمی اچھی بات کہے تو کیا اُس کی بات قبول کرنی چاہئے۔

جواب: اچھی بات اچھی ہوتی ہے چھوٹا آدمی کرے یا بڑا آدمی، آقا کہے یا غلام۔

واقعہ: حضرت ابوعلی شفیق بن ابراہیم الازدی رحمہ اللہ تعالیٰ کی زندگی میں ایک غلام نے انقلاب پیدا کر دیا۔ ایک سال بلخ میں قحط پڑا۔ لوگ ایک دوسرے کو کھانے لگے۔ مسلمان بہت غمگین ہو رہے تھے۔ آپ نے ایک غلام کو دیکھا جو بازار میں ہنستا اور خوش ہوتا جا رہا تھا۔ لوگوں نے کہا تو کیوں ہنستا ہے، کیا تجھے شرم نہیں آتی کہ سب مسلمان تو غمگین واندوہ کی حالت میں ہیں اور تو ایسی خوشی کر رہا ہے؟ اُس نے کہا مجھے تو کوئی غم نہیں میں تو اُس شخص کا غلام ہوں جس کی ملکیت میں ایک گاؤں ہے۔ اُس نے میرے دل سے تمام تفکرات کو اُٹھا دیا ہے۔ حضرت شفیق بلخی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا بارِ خدایا، غلام اپنے اُس مالک پر جو صرف ایک گاؤں کا مالک ہے، اتنا خوش ہو رہا ہے اور تُو تو سارے جہانوں کا مالک ہے اور ہماری روزی پہنچانے کا تو نے وعدہ کر رکھا ہے پھر بھی ہم نے اپنے میں اِس قدر غم کو جگہ دے رکھی ہے۔ یہ واقعہ آپ کی توبہ کا سبب بنا آپ نے دنیا کا سب دھندہ چھوڑ چھاڑ کر طریقت کا راستہ اختیار کر لیا۔

حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

ماخوذ از یوسف مصر محبت (حصّہ اوّل)

حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اہل بیت رضی اللہ عنہم سے ہیں آپ خلفیۂ الرسول حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کی والدہ اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی ہیں ۔ حضرت اُمّ فروہ رضی اللہ عنہ کے والد گرامی حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق کے پوتے رضی اللہ عنہ حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کا نام نامی اِسم گرامی (حضرت) جعفر (رضی اللہ عنہ) ہے۔ آپ کی سچی گفتگو کی وجہ سے آپ کا لقب ''صادق'' ہے۔ جس طرح آپ کے جدِ مادری کا لقب ''صدیق'' رضی اللہ عنہ ہے۔[۱] آپ کی کنیت ابومحمد رضی اللہ عنہ ہے۔ حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی نانی جان اور نانا جان دونوں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوتی اور پوتے ہیں۔ اِس لئے حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے' وَلَدَنِیْ اَبُوْبَکْرٍ مَرَّتَیْن [۲] ''مجھے ولادت میں حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دوہرا واسطہ ہے۔

شجرہ شریف

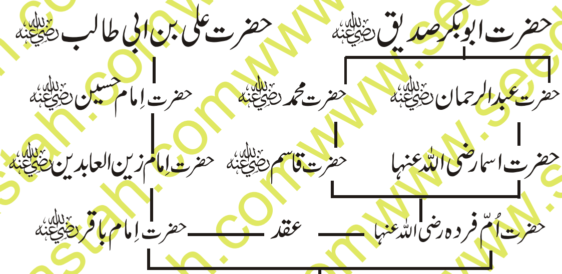

حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ[۳]

آپ مدینہ منورہ میں ۸۲ھ ربیع الاوّل شریف کے آخری عشرہ میں بروز سوموار پیدا ہوئے۔

حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سُنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار اور طریقت کی زیبائش ہیں۔ آپ میں ظاہر و باطن سے آراستہ پیراستہ اور تمام علوم آپ کے عمدہ اشارات ہیں۔[۴] کلام الٰہی کی باریکی اور معانیِ طریقت سے واقف ہونے کی وجہ سے آپ مشائخ عظام میں مشہور ہیں۔[۵] تمام مشائخ کے سردار ہیں۔ ہر شخص کو آپ پر کامل اعتبار اور اعتماد ہے۔[۶] آپ وافر العلوم اور کثیر الفیوض ہیں آپ کی اِمامت' بزرگی اور سیادت پر جمہور کا اتفاق ہے۔

آپ کے اَخلاق حسنہ' ہمت ظاہری اور اشاراتِ لسانی تفسیرِ قرآنِ مجید میں ظاہر ہیں بلکہ آپ کے اشارات جمیلہ اور اِسرارِ جلیلہ تمام علوم میں موجود ہیں۔

آپ صاحب زُہد کامل اور بڑے متقی تھے۔ شہوات اور لذّات سے پوری طرح بچنے والے اور نہایت ہی باحیاء اور باادب بزرگ' مقربِ بارگاہ الٰہی تھے۔ ایک مدت تک مدینہ منورہ میں اقامت گزیں رہے اور اپنے علوم کا فیض اور فائدہ اہلِ ارادت کو پہنچاتے رہے۔ پھر آپ عراق تشریف لے گئے اور ایک مدت تک وہاں بھی مقیم رہے۔

حضرت داؤد طائی قدس سرہ العزیز حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: اے فرزندِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کچھ نصیحت فرمایئے میرا دِل سیاہ ہوگیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابوسلیمان (یہ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ کی کنیت ہے۔) آپ خود اپنے زمانے کے زاہد ہیں۔ آپ کو میری نصیحت کی کیا حاجت ہے؟ حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا' اے فرزندِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب پر فضیلت ہے اور سب کو نصیحت کرنا آپ پر واجب ہے۔ آپ نے فرمایا: اے ابوسلیمان! میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ قیامت کے روز کہیں میرے نانا جان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میری جواب طلبی نہ فرمائیں کہ تو نے میری پیروی کا حق کیوں ادا نہیں کیا۔ کیونکہ یہ فرض نسبی اور قومی شرافت پر

[۱] حضرات القدس۔ [۲] حضرات القدس۔ [۳] تحفۂ جعفریہ جلد۲ص ۷از مناظرِ اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی قدس سرہ العزیز۔ [۴] کشف المحجوب ص ۶۷ (فارسی)۔
[۵] کشف المحجوب ص ۶۷ (فارسی)۔ [۶] شواہد النبوۃ از حضرت مولانا جامی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ و حضرات القدس۔

منحصر نہیں بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں اچھے عمل پر موقوف ہے۔حضرت داؤد طائی رحمہ اللہ تعالیٰ رونے لگے اور فریاد کرتے ہوئے کہنے لگے بارِ خدایا جس شخص کی طینت نبوت کے پانی سے گوندھی گئی ہو اُس کی طبیعت کی تربیت برہان اور دلیل کے اُصولوں سے ہوتی ہے۔اُس کے نانا پاک رسول کریم ﷺ اور اُس کی ماں بتول (فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا) ہے تو وہ اتنا حیران و پریشان ہے تو داؤد کون ہے؟ جو اپنے عمل پر مغرور ہو اور اپنے حال کو اچھا سمجھے۔[٦]

عقیدۂ شفاعت:

ایک بار اپنے خادموں کے پاس بیٹھے تھے آپ نے اُنہیں فرمایا کہ آؤ ہم عہد کرلیں کہ جو شخص ہم میں سے قیامت کے دن نجات پائے وہ سب کی شفاعت کرے اُنہوں نے عرض کیا اے پیارے رسول کریم ﷺ کے فرزند ارجمند آپ کو ہماری شفاعت کی کیا حاجت؟ آپ کے جد امجد نبی آخر الزماں ﷺ تمام مخلوقات کی شفاعت کرنے والے ہیں۔آپ نے فرمایا: میں اپنے اعمال کی وجہ سے شرمسار ہوں کہ کل قیامت کے دن اپنے نانا جان کو کیا منہ دکھاؤں گا۔[٧]

آپ کے اِس فرمان اور خادموں کی گزارش سے پتا چلتا ہے کہ اُن سب لوگوں کا عقیدہ تھا کہ نبی کریم ﷺ بھی شفاعت کریں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب بندے بھی شفاعت کریں گے۔

رسولِ کریم ﷺ کے ارشاداتِ مبارکہ سے ''عقیدہ شفاعت'' کی وضاحت ہوتی ہے۔

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' رسول کریم ﷺ نے فرمایا: **اَتَانِیْ اٰتٍ مِّنْ عِنْدِ رَبِّیْ فَخَیَّرَنِیْ بَیْنَ اَنْ یَّدْخُلَ نِصْفُ اُمَّتِی الْجَنَّةَ وَبَیْنَ الشَّفَاعَةِ فَاخْتَرْتُ الشَّفَاعَةَ وَھِیَ لِمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللہِ** [٨] ''میرے رب کی طرف میرے پاس ایک آنے والا آیا تو مجھے نصف اُمّت جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کرنے میں ایک کو چن لینے کا اختیار دیا گیا۔پس میں نے شفاعت کو پسند کیا اور یہ اُس کے لئے جو ایسی حالت میں مرا کہ اُس نے اللہ (تبارک وتعالیٰ) کے ساتھ شرک نہ کیا'' (یعنی صاحبِ ایمان)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' آپ ﷺ نے اپنے بارے میں فرمایا: **اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَاَوَّلُ مَنْ یَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَاَوَّلُ مُشَفَّعٍ** [٩] ''قیامت کے روز میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔سب سے پہلے میری قبر (انور) کھلے گی۔سب سے پہلے شفاعت کرنے والا میں ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی۔''

علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: **یَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ اُمَّتِیْ اَکْثَرُ بَنِیْ مِنْ تَمِیْمٍ** [١٠] ''میری اُمّت سے ایک آدمی کی شفاعت سے قبیلہ بنو تمیم سے زیادہ لوگ جنت میں جائیں گے''۔اِس حدیث شریف کو حضرت عبداللہ بن ابی الجدعا رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے۔

اسی طرح حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں' نبی کریم ﷺ نے فرمایا:- **اِنَّ مِنْ اُمَّتِیْ یَشْفَعُ لِلْفِئَامِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّشْفَعُ لِلْقَبِیْلَةِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّشْفَعُ لِلرَّجُلِ حَتّٰی یَدْخُلُوا الْجَنَّةَ** [١١] ''میری اُمّت میں سے بعض وہ ہیں جو ایک جماعت کی شفاعت کریں گے۔بعض وہ ہیں جو ایک قبیلہ کی شفاعت کریں گے۔بعض ایک کنبہ کی شفاعت کریں گے' بعض صرف ایک آدمی کی شفاعت کریں گے حتیٰ کہ یہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔''

---

[٦] کشف المحجوب ص ٦٧' تذکرۃ الاولیاء جلد ١ ص ١١ (فارسی)۔[٧] تذکرۃ الاولیاء جلد ١ ص ١١' کشف المحجوب ص ٦٧۔[٨] ترمذی حدیث نمبر ٢٤٤١' ابن ماجہ حدیث نمبر ٤٣١١' مشکوٰۃ حدیث نمبر ٥٦٠٠' مرقاۃ جلد ١ ص ٩' کنز العمال حدیث نمبر ٣١٨٩٢۔[٩] مشکوٰۃ حدیث نمبر ٥٧٤١' مسلم حدیث نمبر ٤٢٢٧٨' ابوداؤد حدیث نمبر ٤٦٧٣' ترمذی حدیث نمبر ٣٦١٥' مسند احمد جلد ٢ ص ٥٤٠۔[١٠] مشکوٰۃ حدیث نمبر ٥٦٠١' ترمذی حدیث نمبر ٢٤٣٨' ابن ماجہ حدیث نمبر ٤٣١٦' دارمی حدیث نمبر ٢٨٠٨' مسند احمد جلد ٣ ص ٤٦٩' مرقاۃ جلد ١٠ ص ٢٧٢۔[١١] مشکوٰۃ حدیث نمبر ٥٦٠٢' ترمذی حدیث نمبر ٢٤٤٠' مرقاۃ جلد ١٠ ص ٢٧٢

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **شَفَاعَتِی لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِی** [۱۲] ''میری شفاعت میری اُمّت کے کبیرہ گناہوں والوں کے لئے ہے۔'' حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے کیا خوب حدیث شریف میں بیان شدہ ہے، فرماتے ہیں، رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **یُصَفُّ اَھْلُ النَّارِ فَیَمُرُّبِھِمُ الرَّجُلُ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْھُمْ یَا فُلَانُ اَمَا تَعْرِفُنِی اَنَا الَّذِی سَقَیْتُکَ شَرْبَۃً وَقَالَ بَعْضُھُمْ اَنَا الَّذِی وَھَبْتُ لَکَ وُضُوْءً فَیَشْفَعُ لَہٗ** [۱۳] ''دوزخی لوگ صف بستہ کھڑے ہوں گے تو جنتیوں میں سے ایک جنتی اُن کے قریب سے گزرے گا تو اُن میں سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے پہچانتے نہیں، میں وہی ہوں جس نے آپ کو ایک گھونٹ پانی پلایا تھا۔ اور ایک دوزخی کہے گا کہ میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کا پانی دیا تھا یہ جنتی اُن کی شفاعت کرے گا۔ پس اُنہیں جنت میں داخل کردے گا۔''

نفس کے عیوب دیکھنا:

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اپنے نفس کے عیوب دیکھنے کو ترجیح دیتے تھے اور یہ صفت آپ کے اوصافِ کمال میں سے ہے اور مقربان بارگاہِ الٰہی، اولیاء اِس صفت سے متصف ہوتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، **اِذَا اَرَادَ اللّٰہُ بِعَبْدٍ خَیْرًا بَصَّرَہٗ بِعُیُوْبِ نَفْسِہٖ** [۱۴] اللہ (تبارک وتعالیٰ) جس بندے کو بھلائی عطا فرمانے کا ارادہ فرماتا ہے، اُسے اُس کے نفس کے عیوب دکھا دیتا ہے۔'' اور جو شخص تواضع سے سر نیچے جھکا دیتا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ دونوں جہانوں میں اُس کا کام سنوار دیتا ہے۔

آج وہ وقت آ گیا ہے:

جب حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے خلوت نشینی اختیار کرلی اور باہر تشریف نہ لائے تو حضرت سفیان ثوری قدس سرہ العزیز نے آپ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا: اے فرزندِ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگ آپ کے ارشاداتِ عالیہ سے محروم ہورہے ہیں۔ آپ نے گوشہ نشینی کیوں اختیار کرلی ہے؟ آپ نے فرمایا: اب میرا منہ ایسا ہی ہے اور یہ دو اشعار پڑھے۔

ذَھَبَ الْوَفَاءُ ذَھَابَ اَمْسِ الذَّاھِبِ
وَالنَّاسُ بَیْنَ فَخَایِلٍ وَمَآرِبِ
یُفْشُوْنَ بَیْنَھُمُ الْمُوَدَّۃَ وَالْوَفَا
وَقُلُوْبُھُمْ فَحُشُوَّۃٌ بِعَقَارِبِ

''جانے والے کی مانند اَب وفا چلی گئی لوگ اپنے اپنے خیالات اور اُمیدوں میں کھوئے ہوئے ہیں اگرچہ باہم وفاداری اور دوستی کا دم بھرتے ہیں لیکن فریب اور بے وفائی اُن کے دلوں میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے۔'' [۱۵]

یہ اُس وقت کی بات ہے جب حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا دور تھا۔ اب تو فریب کاروں، بے وفاوں، مفاد پرستوں، امانتوں میں خیانت کرنے والوں اور احسان فراموشوں سے دُنیا بھری ہوئی ہے۔ جب مقصد و مفاد مل جاتا ہے تو ایسے لوگ دَغا دیتے ہیں اور بغض وکینہ اور ذاتی دشمنیوں کے مجسمے بن جاتے ہیں حالانکہ دیکھنے میں اچھے بھلے سجے سجائے نظر آتے ہیں۔

کم فہم شخص سے مروت اور عفو درگذر:

کسی شخص کے پیسوں کی تھیلی گم ہوگئی وہ شخص حضرت سیّدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے الجھنے لگا کہ آپ نے میرے پیسوں کی تھیلی چرالی ہے آپ نے اُس سے پوچھا اُس میں تیری

[۱۲] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۵۹۸، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۰، ابوداؤد حدیث نمبر ۴۷۳۹، ترمذی حدیث نمبر ۲۴۳۵، مسند احمد جلد ۳ ص ۲۱۳، السنن الکبریٰ للبیہقی جلد ۸ ص ۱۷، ۱۰ ص ۱۹۰، المعجم الکبیر للطبرانی جلد ۱ ص ۲۳۲، جلد ۱۱ ص ۱۸۹، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۳۷۸، الترغیب والترہیب جلد ۴ ص ۴۴۶، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۵، ۳۹۷۵۱۔ [۱۳] مشکوٰۃ حدیث نمبر ۵۶۰۴، مرقاۃ جلد ۱۰ ص ۲۷۴، ابن ماجہ حدیث نمبر ۳۶۸۵، کنز العمال حدیث نمبر ۳۹۰۵۰۔ [۱۴] کشف المحجوب ص ۶۸۔ [۱۵] تذکرۃ الاولیاء جلد ۱ ص ۱۲۔

کتنی رقم تھی اُس نے کہا ایک ہزار دینار۔ آپ اُسے اپنے گھر لے گئے اور دو ہزار دینار اُسے دے دیئے۔ جب وہ دینار لے کر اپنے گھر واپس آیا تو اُسے اپنے گمشدہ پیسے مل گئے۔ اُس نے واپس آکر لی ہوئی رقم آپ کی خدمت میں واپس کرنا چاہی اور معذرت بھی کی کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے لیکن آپ نے فرمایا ہم جو چیز دے دیتے ہیں اُس کو واپس نہیں لیتے۔ اُس نے لوگوں سے آپ کے متعلق پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا یہ حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ہیں۔ یہ سن کر وہ بہت شرمسار ہوا اور نادم واپس لوٹا۔ [۱۶]

پانچ آدمیوں سے پرہیز کی نصیحت:

حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، پانچ آدمیوں کی صحبت سے پرہیز کرو۔

۱۔ جھوٹے سے کہ اُس کی صحبت سے مغرور ہو جاؤ گے۔

۲۔ اَحمق سے کہ جس قدر وہ تم سے بھلائی کرے گا اُتنا ہی تجھے نقصان پہنچائے گا۔

۳۔ بخیل سے کہ اُس کی صحبت تیرے اچھے اوقات کو ضائع کر دے گی۔

۴۔ بزدل سے کہ جو بوقت ضرورت پیٹھ دکھا دیتا ہے۔

۵۔ فاسق سے جو ایک لقمہ کے بدلے تجھے بیچ دے گا اور کم سے کم چیز کا بھی لالچ کرے گا۔ [۱۷]

وصال:

آخری عمر میں آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئے۔ ابن الصباغ کے مطابق حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ ۱۴۸ھ شوال المکرّم کے مہینہ میں فوت ہوئے۔ اُس وقت آپ کی عمر شریف ۶۸ سال تھی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ کو منصور کے دورِ حکومت میں زہر سے شہید کیا گیا۔ بعد از وفات جنت البقیع میں اپنے آباؤ اجداد کے ساتھ دفن ہوئے۔ [۱۸]

حضرت اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ اور کونڈے کا ختم شریف:

ہمارے معاشرے میں ۲۲ رجب المرجب کو حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے نام پر ''کونڈے'' کے عنوان سے ختم شریف دلایا جاتا ہے اور یہ کہا جاتا ہے کہ ۲۲ رجب المرجب حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ۲۲ رجب المرجب حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کی تاریخ نہیں ہے بلکہ آپ رضی اللہ عنہ کا وصال شوال المکرّم کے مہینے میں ہوا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ۲۲ رجب المرجب حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تاریخِ وصال ہے۔ اگر تاریخ کے حوالے سے ختم شریف دلوانا ہے تو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ختم شریف دلوانا چاہیے۔

''کونڈے'' کا ختم شریف کے نام سے جو طریقہ کار اختیار کیا جاتا ہے، وہ غلط ہے۔ ختم شریف کیلئے نہ کسی خاص برتن کی پابندی ہے اور نہ کسی خاص کھانے کی۔ کھانے اور برتنوں پر کسی قسم کی پابندی لگانا شرعاً ناجائز ہے۔ اِس طرح اس پکے ہوئے کھانے کو گھر سے باہر نہ نکالنے کی پابندی بھی شرعاً غلط ہے۔ اِس دن جو قصّہ کہانی والی کتابیں پڑھی جاتیں ہیں وہ بھی من گھڑت ہیں۔ اُن سے اجتناب کرنا چاہیے اُس دن بھی عام دنوں کی طرح اِیصالِ ثواب کرنا چاہیے۔ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیاز شریف کے کھانے پر اور گیارہویں شریف کے کھانے پر کوئی پابندی نہیں تو ''کونڈے کے ختم شریف'' پر پابندی کیوں لگائی جاتی ہے۔ تمام حضرات و خواتین کو چاہیے کہ ۲۲ رجب المرجب کو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عُرس منا کر تسکینِ قلب حاصل کریں اور شوال المکرّم میں حضرت سیّدنا اِمام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا عُرس منائیں اور لنگر شریف کھلے عام تقسیم کریں۔ حضرت علامہ مولانا مفتی محمد صدیق ہزاروی صاحب دامت برکاتہم عالیہ ارشاد فرماتے ہیں ''مذکورہ بالا ترتیب میں ایّام منانے کی صورت میں نہ فتویٰ بازی کی طرف متوجہ ہوں اور نہ ہی خلاف شرع طریقہ اختیار کریں''۔

[۱۶] تذکرۃ الاولیاء جلد اص ۱۲۔ [۱۷] تذکرۃ الاولیاء جلد اص ۱۴۔ [۱۸] تحفۂ جعفریہ جلد ۲ از مناظرِ اسلام شیخ الحدیث مولانا محمد علی قدس سرہ العزیز۔

گھریلو ماحول کو اِسلامی بنائیں

از قلم: پیر غلام سرور ساقی (ایم اے ایم ایڈ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اندازِ بیاں گرچہ مرا شوخ نہیں ہے
شاید کہ اتر جائے تیرے دِل میں میری بات

آج کے دور کا المیہ یہ ہے کہ لوگ اپنے گھر میں جہاں اپنی مرضی سے ماحول بنا سکتے ہیں اُسے مغربی، غیر اسلامی بنانے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ گھروں میں فحش تصاویر آویزاں کی جاتی ہیں۔ کتوں وغیرہ کے ماڈل گھروں میں سجائے جاتے ہیں۔ فحش وی سی آر کے ذریعے سی ڈیز دیکھی جاتی ہیں۔ کیبل کے ذریعے فحش بیرونی چینلوں کے پروگرام دیکھے جاتے ہیں۔ فحش آڈیو کیسٹیں گھروں اور گاڑیوں میں چلائی جاتی ہیں، فحاشی پھیلانے والے ناول اور رسالے گھروں میں رکھے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ گھریلو خوشی کی تقریبات میں شرم وحیاء نام کی کوئی چیز نظر نہیں آتی بلکہ یوں دکھائی دیتا ہے کہ یہ تقریب یورپ کے کسی غیر مسلم گھرانے میں ہو رہی ہے۔ اِس قدر فحش ماحول بنانے کے باوجود والدین یہ آرزو رکھتے ہیں کہ ہماری اولاد نیک بنے۔ ہمیں اولاد کی طرف سے کسی قسم کی ذلت اور رسوائی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

میرے بھائیو! جیسا بیج بوئیں گے ویسا پودا نکلے گا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کانٹے بوئیں اور وہاں سے پھولدار پودے نکل آئیں۔ اچھی خوراک سے صحت مند جسم بنتا ہے اور گلی سڑی خوراک سے بیماریاں جنم لیتی ہیں۔ جو زمین جڑی بوٹیوں سے بھری پڑی ہو۔ وہاں سے اچھی پیداوار نہیں مل سکتی۔ اِس لئے بُرے گھریلو ماحول سے نیک، شرم وحیاء اور نیک نامی کا باعث بننے والی اولاد کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ حکومتی ادارے اِس فحاشی عریانی کے سیلاب کو روکنے کی بجائے نہ صرف خاموش تماشائی بنے ہوئے ہیں بلکہ فحاشی پھیلانے والے سلسلوں کی اجازت دے کر فحاشی پھیلانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

حکومت کی اِس بے حسی اور بے شرمی پر افسوس! صد افسوس!!!!!

میرے بھائیو! اگر ہم چاہتے ہیں کہ اولاد نیک بنے دنیا و آخرت میں سہارا بننے کے ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ اور رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں عزّت دلائے تو ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں سے تمام بُری کتابیں، کیسٹیں، سی ڈیز، تصاویر اور کیبل وغیرہ کو ختم کر کے درج ذیل باتوں کو اپنائیں۔

(۱) گھر میں بیت اللہ شریف، گنبدِ خضراء شریف اور مزارات اولیاء کرام کی تصاویر آویزاں کریں۔ ایسے کتبے فریم کر کے لگائیں جن پر نصیحت والی آیاتِ مبارکہ، احادیثِ مبارکہ اور اقوال زرّیں لکھے ہوئے ہوں۔ (۲) آڈیو کیسٹ تلاوتِ قرآنِ مجید، نعت شریف اور اصلاحی روحانی بیانات کی سی ڈیز رکھیں۔ (۳) دینی پروگراموں اور دینی تاریخی مقامات کے تعارف کی سی ڈیز رکھیں۔ اور گھر میں اِسلامی کتب اور کیسٹس کی لائبریری بنائیں۔ (۴) تمام افرادِ خانہ نماز کی پابندی کریں۔ مرد حضرات فرض نماز باجماعت مسجد میں ادا کریں۔ بقیہ نماز گھر میں پڑھیں۔ چھوٹے بچوں میں نماز کا شوق پیدا کرنے کے لئے حوصلہ افزائی کے لئے انعامات دیئے جائیں۔ (۵) روزانہ بعد نمازِ فجر گھر میں تمام افراد ایک جگہ بیٹھ کر تلاوتِ قرآنِ مجید کریں اور دُنیا سے انتقال شدہ مرحومین کو ایصالِ ثواب کریں۔ بچوں اور بچیوں کو باقاعدگی سے اِسلامی تعلیم وتربیت کے لئے اِسلامی مکتب مسجد یا مدرسہ بھیجیں۔ (۶) روزانہ بعد نمازِ عشاء گھر میں اکٹھے بیٹھ کر دُرود شریف کا نذرانہ بحضور سرورِ کائنات ﷺ پیش کریں۔ (۷) تمام گھریلو افراد اکٹھے بیٹھ کر اِسلامی آداب سے کھانا کھائیں اور خیر وبرکت کی دُعا کریں۔ (۸) اِسلامی حجامت بنوائیں اور اِسلامی لباس پہنیں۔ (۹) آپس میں بیٹھے ہوئے، رشتہ داروں اور دیگر لوگوں کی غیبت کی بجائے (یعنی اُن کی برائیوں کا ذکر کرنے کی بجائے) اُن کی اچھائیوں کا تذکرہ کریں۔ (۱۰) والدین اپنے تمام اقوال وافعال اور حرکات وسکنات میں اِسلامی آداب کو اپنائیں کیونکہ بچے والدین سے سیکھتے ہیں۔ (۱۱) ہم گھر میں آنے والے مہمانوں سے نہایت اچھا سلوک

کریں تاکہ وہ ہماری مہمان نوازی کو ہمیشہ اچھے لفظوں سے یاد کریں بلکہ وہ ہمارے حسنِ سلوک کو اپنے لیے نمونہ بنائیں۔

(۱۲) والدین بچوں کے اخلاق و کردار کو احسن بنانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام، اہلبیت عظام اور اولیاء کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے اعلیٰ مثالیں سناتے رہا کریں اِس سے بچوں کی اخلاقی حالت بہتر بنانے میں بڑی مدد ملے گی۔ (۱۳) گھر میں خیرات کرتے وقت غریبوں اور دُکھیوں کو بُلا کر اُن سے دُعائیں حاصل کریں۔ (۱۴) گھروں میں بچوں سے شفقت اور بڑوں کا ادب بجالانے کا ماحول پیدا کریں کیونکہ ادب کی دولت سے عظیم منازل نصیب ہوتی ہیں۔ (۱۵) گھر میں لڑائی جھگڑا کی بجائے اتفاق و اتحاد اور محبت و پیار کا ماحول پیدا کریں کیونکہ ایسا ماحول بچوں کی جسمانی اور اخلاقی حالت کو بہتر بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ (۱۶) پڑوسیوں سے نہایت حسن سلوک کا مظاہرہ کرتے ہوئے اُن کی جان و مال اور عزّت کا تحفظ کریں۔

آخر میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ جب ہمارے ہر گھر کا ماحول اِسلامی بن جائے گا تو ہر محلّہ، صوبہ اور ملک کی فضاء بھی اِسلامی ہوجائے گی۔ جس کی برکت سے ملک کا نظام بہتر ہوگا۔ (اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!)

محبوب رسول ﷺ کی توجہ کے لئے

ایک وقف اللہ ادارہ جو کہ نبی اکرم ہادی عالم ﷺ کے نام نامی سے منسوب ہے اور ابتدائی مراحل میں ہے اپنی مدد کے تحت کام کر رہا ہے کسی کے غلط مشورے سے بنکوں کے سودی نظام سود در سود میں جکڑا جاچکا ہے اس سودی نظام سے نجات کے لئے اہل درد اور عشق رسول ﷺ احباب سے زکوۃ، صدقات اور قرض حسنہ کی درخواست ہے اس میں اپنا حصہ ضرور ڈالیں چاہے 100/50 روپے ہی کیوں نہ ہوں۔ جس کا حصہ اور اس کا حبیب ﷺ قبول فرمالیں اس میں اس کی خوش بختی ہوگی۔

اکاؤنٹ نمبر 4-3901-0/0 بنام ریاض احمد UBL میں مین

بلیورڈ، علامہ اقبال ٹاؤن، لاہور۔ فون: 0321-1558373

تبصرہ کتب

نماز (مترجم) مع ضروری مسائل

مرتبہ: منیر احمد یوسفی (ایم۔اے) مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ لاہور نے نماز سے متعلق زیرِ نظر کتاب سے پہلے بھی دو کتابیں لکھی ہیں (۱) مجھے نماز سے پیار ہے (۲) آئیں نماز کا جائزہ لیں!۔ اِس کتاب کو خصوصی طور پر اُن لوگوں کے لئے تحریر کیا گیا ہے جو نماز کی شرائط، فرائض، واجبات، سنن و مستحبات سے پوری طرح آگاہ نہیں۔ زیرِ نظر کتاب کو قرآن مجید، کتبِ احادیثِ مبارکہ اور کتبِ فقہ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ بچوں، جوانوں، بوڑھوں اور خواتین کے لئے یکساں مفید ہے۔ خواتین کی نماز اور اُن کے مسائل کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

مدیر اعلیٰ ماہنامہ ”سیدھا راستہ“ کی تالیف کردہ کتب بفضلہٖ تعالیٰ معاشرے میں قبولیت عام حاصل کر رہی ہیں۔ جنہیں اہلِ ایمان مختلف تقریبات، محافل، عرائس اور دروس کے موقعہ پر فی سبیل اللہ تقسیم کرتے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم اور رسولِ کریم ﷺ کے صدقے اور حضور قبلہ بابا جی نگینہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے طفیل، تعلیم و تربیت کے لئے مختلف تقریبات میں تقسیم کرنے کے لئے بہترین تحفہ ہے یہ کتاب سادہ اور عام فہم انداز میں اہلِ ایمان کے لئے تحریر کی گئی ہے۔

مساجد، مدارس اور سکولوں کے طلباء و طالبات کے لئے خصوصی رعایت کے ساتھ پیش کی جارہی ہے۔ نیز فری فی سبیل اللہ تقسیم کرنے والوں کے لئے بھی خصوصی رعایت ہے۔ **ہدیہ:** ۴۰ روپے

ملنے کا پتا: جامع مسجد نگینہ 977-A، بلاک بی III، گجرپورہ سکیم لاہور

رابطہ کے لئے 6823128,0300-4274936

تمام اُمت مسلمہ کو

انجمن اشاعت دینِ اِسلام (رجسٹرڈ) لاہور اور

مینجمنٹ ابوبکر کمپیوٹر سینٹر کی جانب سے

عید مبارک ہو

تذکارِ موسیٰ

تبصرہ نگار: ڈاکٹر محمد مشرف حسین انجم سرگودھا
(مدیر ''خوشبوئے نعت'' سرگودھا)

حکیم اہلسنّت محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ گرامی اپنی بے پناہ خوبیوں کی وجہ سے برصغیر پاک و ہند میں بے حد مشہور و معروف ہے۔ آپ علم و دانش کے وہ چراغ تھے جس کی روشنی میں محبت و عشقِ رسول ﷺ کے اُجالے جھلکتے تھے۔ آپ کی زبان سے ہمہ وقت حمد و نعت کے گلہائے شگفتہ جھڑتے تھے اور آپ کے قلم کی خوبصورت نوک سے علم و تحقیق، حکمت و دانش اور اخلاص و مروت کی آبشاریں رواں دواں رہ کر دعوتِ نظارہ کا اہتمام کرتی تھیں۔ آپ فنِ تاریخ گوئی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے عقائد اہلسنّت کی آبیاری میں جو کردار ادا کیا وہ کسی صاحبِ ذی شعور سے مخفی نہیں ہے۔ آپ نے اپنی زندگی کی تمام تابانیاں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کی علمی و دینی خدمات کو اجاگر کرنے کیلئے وقف رکھیں۔ آپ علم و اَدب کے میدان میں اپنی خدمات کے دلکشا غنچے کھلا کر ۱۹۹۹ء میں اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ)۔

حکیم اہلسنّت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کے آٹھویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر معروف شاعر و ادیب اور فنِ تاریخ گوئی کے ماہر جناب سیّد عارف محمود مہجور رضوی نے اُن کی لافانی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہوئے ''تذکارِ موسیٰ'' کے نام سے ایک بے مثال کتاب شائع کر کے دلوں کو طمانیت اور آسودگی کا سامان فراہم کیا ہے یہ کتاب دراصل حکیم اہلسنّت رحمہ اللہ تعالیٰ سے عقیدت و محبت کا ایک خوبصورت نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ منظومات کا ایک ایسا گلستان ہے جس میں کھلے تمام پھول اپنی رعنائی و دلکشائی کی وجہ سے اہلِ فکر و نظر کی توجہ کا باعث بنے ہیں ''تذکارِ موسیٰ'' میں شامل نظموں کے اندازِ بیان میں حیرت انگیز حد تک لطافت اور چاشنی کے ستارے اپنی مخصوص چمک دمک کی وجہ سے آنکھوں کو خیرہ کر رہے ہیں۔ الفاظ کا چناؤ عمدگی کی شال اوڑھے ہوئے ہے۔ خوبصورت قافیوں اور ردیفوں نے ہر نظم کو چار چاند لگا رکھے ہیں۔ تمام اشعار زبان و بیان کے لحاظ سے وہ قوسِ قزح اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہیں جس میں رنگ و نور کی جولانیاں محو رقص ہیں۔ اشعار کے محور میں شستگی و شگفتگی کی میٹھی میٹھی بہاروں کو بآسانی تلاش کیا جا سکتا ہے اور سب سے خوبصورت اور قابلِ غور بات یہ ہے کہ اتنی مختصر سی کتاب کو ''فن تاریخ گوئی'' کے حوالے سے نادر و نایاب شاہکار بصورت قطعہ ہائے تاریخ رحلت و مادہ ہائے تواریخ نے اس طرح سجا دیا ہے کہ اِس کے آنگن میں پنہاں محنت شاقہ اور جُہد مسلسل پر نچھاور ہونے کو جی چاہتا ہے۔

''تذکارِ موسیٰ'' بے حد تخلیقی کاوشوں میں سے ایک کاوش ہے۔ جناب سیّد عارف مہجور رضوی نے ایک باکمال کتاب سے اردو ادب کا دامن سجا دیا ہے بلکہ مہکا دیا ہے۔ اس کتاب اور صاحبِ کتاب کے بارے میں منظوم تقریظ جناب پروفیسر ڈاکٹر احمد حسین قریشی قلعداری نے لکھی ہے۔ جبکہ پروفیسر ڈاکٹر خورشید رضوی نے ''گلدستۂ عقیدت'' پیرزادہ علامہ اقبال احمد فاروقی نے ''ترجمانِ افکارِ رضا'' مولانا محمد شہزاد احمد مجددی نے ''آئینہ اسلاف'' اور پروفیسر ریاض مفتی نے ''شمع تاریک فضاؤں میں جلانے والے'' لکھ کر اِس کتاب کی افادیت اور اِس کے معتبر ہونے کے بارے میں مہریں لگا دیں ہیں۔ ''حرفِ آغاز'' کے عنوان سے جناب سیّد عارف مہجور رضوی کی نگارش شامل ہے جس میں وہ رقم طراز ہیں کہ:۔ ''خدائے لم یزل کا بے پایاں شکر و احسان ہے کہ آج اپنی اس نیاز مندانہ کاوش ''تذکارِ موسیٰ'' کی بسم اللہ اس متاعِ گم گشتہ سے کرتے ہوئے ایک اہم فرض اور قرض کی ادائیگی سے سبکدوش ہو رہا ہوں یہ بات جہاں میری قلبی اور روحانی تسکین و راحت کے ساتھ ساتھ انتہائی مسرّت و انبساط کی حامل ہے وہاں سب حضرات کے لئے ایک خوشگوار حیرت و دریافت کا باعث بنے گی''۔

واقعی ان کی یہ بات صداقت سے خالی نہیں کیونکہ ''تذکارِ موسیٰ'' کے آنگن میں جھانکنے سے تسکین وراحت کے ساتھ ساتھ ایک خوشگوار حیرت ودریافت کا احساس اتنی شدت کے ساتھ قلب ونظر کو اپنی گرفت میں لیتا ہے کہ قاری کتاب کے صفحات پر جا بجا بکھرے فنی صداقتوں کے اعلیٰ وارفع نمونے دیکھنے میں اس قدر محو ہو جاتا ہے کہ اسے لمحات کے گزرنے کا کچھ پتا ہی نہیں چلتا۔

''تذکارِ موسیٰ'' کا انتساب محسنِ پاکستان جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان کے نام ہے اور واقعی وہ اِس کے مستحق بھی ہیں۔ ایک عظیم قومی ہیرو کو یاد رکھنا محبّ الوطنی کا ایسا انداز ہے جس میں دلکشائی بھی ہے اور رعنائی بھی اور اِسے نظر انداز کر دینا زیادتی سے کم نہیں ہے۔

''تذکارِ موسیٰ'' دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصّہ اوّل میں ۱۳۳ منظومات ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں حمد، زمزمہ نعت اور ہدیہ منقبت سے اس کی ابتداء نے اِس کو تقدس کا وہ تاج پہنا دیا ہے جو اِس کتاب کی شان کو بڑھانے میں منہمک ہے۔ اِس کے بعد جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت اقدس میں بطور خراجِ تحسین، سپاسِ عقیدت، نذرانۂ عقیدت، پیش کیا ہے حکیم اہلسنّت، آئینہ خلقِ حکیم اہلسنّت، امام خلق محققِ عصر، آہ حقائق شعار حکیم اہلسنّت، نابغۂ عصر، بحرِ بیکراں، مجلسِ رضا کی کہانی، سقوطِ مجلسِ رضا کے عنوانات سے مزیّن منظوم کاوشیں پیش کی گئی ہیں جو صفحات پر یوں کھلی ہوئی ہیں جیسے رنگ برنگے پھول کسی گلستان میں کھلے ہوئے ہوتے ہیں۔ ہر نظم میں حکیم اہلسنّت کو بھرپور انداز کے ساتھ خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ اور منظومات کو مادہ ہائے تواریخ اور قطعہ ہائے تاریخِ رحلت سے بہترین فنی کاوشوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مزیّن کیا گیا ہے۔

حصّہ دوم میں آٹھ منظوم کاوشیں اپنا علم بلند کئے ہوئے ہیں۔ پہلی نظم ''محبِّ سُبحان فاضل بریلوی رحمہ اللہ تعالیٰ'' کے عنوان سے اپنی تابناکیاں عیاں کئے ہوئے ہے۔ پھر حکیم اہلسنّت کے استادِ محترم علامہ محمد عالم آسی امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے حوالہ سے ایک نظم بعنوان ''فضیلت مآب'' موجود ہے۔ تیسری نظم ''خلیق شہر طبیب زمانہ'' کے عنوان سے ایک صفحہ کی زینت بنی ہوئی ہے یہ نظم حکیم اہلسنّت کے والد بزرگوار کی رحلت کی تصویر کشی کرنے میں منہمک ہے۔ چوتھی نظم ''غروب ماہِ علاّم'' کے عنوان سے حکیم اہلسنّت کی پیر و مرشد جناب میاں علی محمد صاحب زیب سجادہ بسّی شریف کی رحلت کے موقع پر کہی گئی ہے۔ پانچویں نظم ''بحر عشق شیخ عرب وعجم'' کے عنوانِ دلکشا سے مزیّن حکیم اہلسنّت کے پیر ومرشد مولانا ضیاء الدین مدنی رحمہ اللہ تعالیٰ کی رحلت کے موقع پر اشکوں کی برسات میں کہی گئی ہے۔ چھٹی نظم ''غمِ مردِ صالح'' کے عنوان سے آراستہ حکیم اہلسنّت کے برادرِ بزرگ حکیم محمد شمس الدین امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ کے وصال پُر الم کے موقع پر تخلیق کر کے غموں کو الفاظ کا جامہ پہنایا گیا ہے۔ ساتویں نظم ''غمِ محبّ گرانمایہ'' کے جلی عنوان سے حکیم اہلسنّت کے جواں مرگ داماد ڈاکٹر اخلاق احمد کی رحلت کے حوالہ سے آنسوؤں کی جھلمل میں تخلیق کی گئی ہے۔ آٹھویں نظم ''رحلتِ حمیدہ خصال'' کے عنوان سے مزیّن حکیم اہلسنّت کی اہلیہ محترمہ کے وصالِ پُر مَلال کے موقع پر تخلیق کر کے غموں کے لمحات میں اُن کی روح کو خراجِ تحسین پیش کیا گیا ہے۔ یہ تمام منظومات مادہ ہائے تواریخ اور قطعہ ہائے تواریخ سے سجائی گئی ہیں۔ اِس کارِ خیر سے فنِ تاریخ گوئی کو وقار ملا ہے اور جناب سیّد عارف مہجور رضوی کی فنی عظمت دلوں پر نقش ہوگئی ہے۔

''تذکارِ موسیٰ'' نفاست ولطافت کا شاہکار ہے۔ ٹائیٹل خوبصورتی کا معیار ہے۔ بہترین کمپوزنگ نے اِس کو لاجواب بنا رکھا ہے۔ دارالفیض گنج بخش 55 حکیم محمد موسیٰ روڈ حضرت لاہور نے اِس کو اشاعت کے زیور سے آراستہ کر کے ''ایصالِ ثواب اُمّتِ رسول اللہ ﷺ'' کے لئے پیش کر دیا ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کی اِس مساعی جمیلہ کو قبولیت کے شرف سے نوازے اور موصوف کو تادیر سلامت رکھے تا کہ وہ علم وادب اور شعر وسخن کے میدانِ دلآویزاں میں اپنے راہوارِ قلم کو دوڑاتے رہیں۔ آمین!

www.seedharastah.com